Www.kashmirulyoum.com.pk

کشمیری عوام کی امنگوں کا ترجمان

راولپنڈی

# کشمیرالیوم

ماہنامہ (رجسٹرڈ)

جلد نمبر 23، شمارہ نمبر 8، مارچ 2026ء رمضان/شوال ۱۴۴۷

## مجلس مشاورت

متین فکری

عرفان صدیقی | حامد میر

سرور منیر راؤ | رُباب عائشہ | عاصم قدیر رانا

مدیرِ اعلیٰ : شیخ محمد امین

مدیر : فاروق احمد

## نمائندگان

شمالی پنجاب : ارشد ایوب

آزاد جموں و کشمیر : غازی محمد اعظم

گلگت بلتستان : عبدالہادی بونجوی

سرینگر : سید مزمل حسین سہروردی

جموں : وجے کمار رینا

لداخ : جعفر حسین علوی

لندن : انوار الحق

نیو یارک : فائزہ نذیر

ڈیزائننگ : شیخ ابو حماد

کمپوزنگ :

منیجر فنانس / سرکولیشن : شبیر یوسف

معاون سرکولیشن : طارق احمد

انچارج شعبہ اشتہارات : راجہ محمد شفیق

ویب انچارج : ڈاکٹر بلال احمد

## اس شمارے میں


| | | | |
|---|---|---|---|
| اداریہ | بھارت میں فرقہ وارانہ نفرت اور مسلمانوں کی حالت زار | چیف ایڈیٹر کے قلم سے | 3 |
| گرداب | بھارت اسرائیل متوازی ماضی متحدہ مستقبل | سید عارف بہار | 4 |
| گردوپیش | حق خودارادیت کشمیر اوراقوام متحدہ | شہزاد منیر احمد | 6 |
| تذکرہ شہداء | شہید انصاف جیل اندرابی | شہباز بڈگامی | 8 |
| نقش وخیال | کشمیر پیس بورڈ کا قیام بھی ناگزیر | سید عمر اویس گردیزی | 11 |
| تذکرہ شہداء | اقبال کا شاہین ۔۔۔محمد اقبالؒ | فاروق قیصر | 14 |
| شب قدر | شب قدر۔۔قدرو منزلت اور عظمت و اہمیت | خواجہ محمد شہباز | 16 |
| تذکار شہداء | غازی نصیب الدین شہیدؒ | مسرور ڈار | 17 |
| فکرونظر | ہاں ۔۔وقت بہت کم ہے | محمد احسان مہر | 18 |
| تذکرہ شہداء | شہید فردوس کرمانیؒ | ابو مسلم عبداللہؒ | 22 |
| بنگلہ دیش | بنگلہ دیش کا نیا سیاسی نامہ | ڈاکٹر اسامہ شفیق | 23 |
| سوال وجواب | آپ نے پوچھا ہے!!! | مفتی خالد عمران خالد | 27 |
| شخصیات | ایک اور عظیم روح پرواز کرگئی | ضیاء چترالی | 29 |
| کشمیر کے شب وروز | بھارتی فوج اور مجاہدین کے درمیان خونی معرکے | ہمایوں قیصر | 30 |


ماہنامہ کشمیرالیوم میں شائع ہر کالم، کالم نگار کی ذاتی آراء پر مبنی ہوتا ہے، جس سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں (چیف ایڈیٹر)

پبلشر : خواجہ محمد شہباز

مقامِ اشاعت : D-1005، سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی

مطبع : والضحیٰ پرنٹرز، قیصر پلازہ، صدر، راولپنڈی

Regd. No. 885

Mails. B/NPR-234

قیمت 50 روپے، سالانہ زرتعاون 500 روپے

خط و کتابت اور رابطہ کیلئے: دفتر ماہنامہ ''کشمیرالیوم'' NA/300-A نیو ملپور ڈبل روڈ راولپنڈی

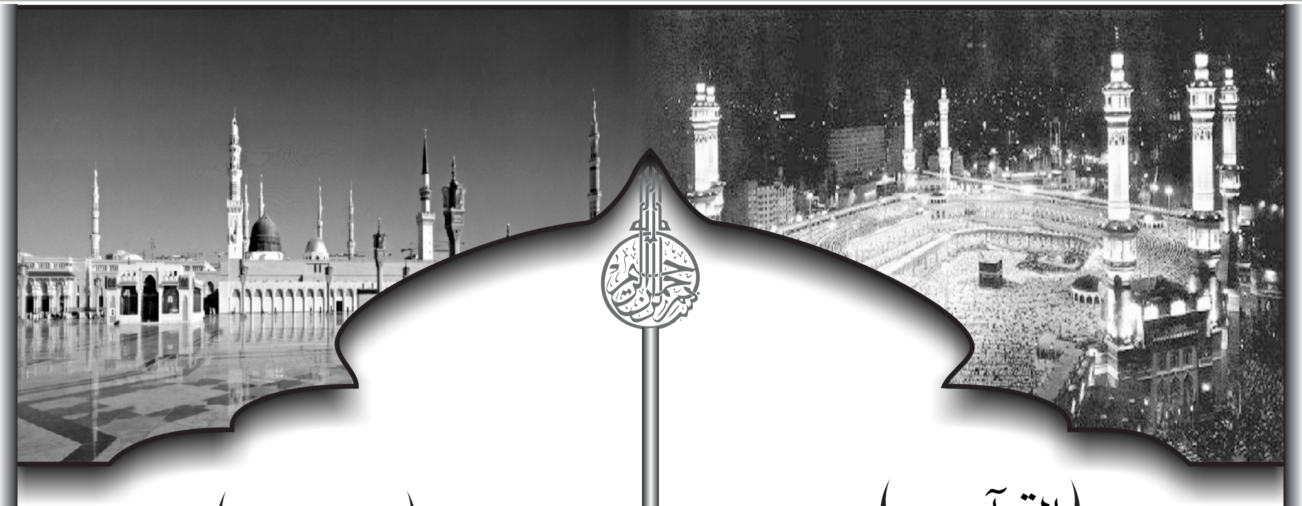

# القرآن

## اللہ بالادست اور حکیم ہے!!!

ا،ل،ر، اے محمدؐ، یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ، ان کے ربّ کی توفیق سے، اُس خدا کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمُود ہے اور زمین اور آسمانوں کی ساری موجودات کا مالک ہے۔اور سخت تباہ کن سزا ہے قبولِ حق سے انکار کرنے والوں کے لیے جو دُنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، جو اللہ کے راستے سے لوگوں کو روک رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ راستہ (ان کی خواہشات کے مطابق) ٹیڑھا ہو جائے۔ یہ لوگ گمراہی میں بہت دُور نکل گئے ہیں۔ ہم نے اپنا پیغام دینے کے لیے جب کبھی کوئی رسُول بھیجا ہے، اُس نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے تا کہ وہ اُنہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے۔ پھر اللہ جسے چاہتا ہے بھٹکا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے، وہ بالادست اور حکیم ہے ہم اِس سے پہلے موسیٰؑ کو بھی اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیج چکے ہیں۔اُسے بھی ہم نے حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لا اور انہیں تاریخِ الٰہی کے سبق آموز واقعات سُنا کر نصیحت کر۔اِن واقعات میں بڑی نشانیاں ہیں ہر اُس شخص کے لیے جو صبر اور شکر کرنے والا ہو۔ یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا ”اللہ کے اُس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے اس نے تم کو فرعون والوں سے چھڑایا جو تم کو سخت تکلیفیں دیتے تھے، تمہارے لڑکوں کو قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ بچا رکھتے تھے اس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی۔اور یاد رکھو، تمہارے ربّ نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کُفرانِ نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔“

سورۃ ابراہیم آیت نمبر 01 تا 07 تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

# الحدیث

## رمضان میں عبادت کی اہمیت!!!

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رمضان میں (راتوں کو) ایمان رکھ کر اور ثواب کے لیے عبادت کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(بخاری)

## روزہ روح کی پاکیزگی!!!

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور دغا بازی کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

(بخاری)

## روزوں کی فضیلت!!!

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ روزہ خالص میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں“۔ بندہ اپنی شہوت، کھانا پینا میری رضا کے لیے چھوڑتا ہے اور روزہ گناہوں سے بچنے کی ڈھال ہے اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ایک خوشی اس وقت جب وہ افطار کرتا ہے اور ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملتا ہے اور روزہ دار کے منہ کی بو، اللہ کے نزدیک مشک عنبر کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(بخاری)

# بھارت میں فرقہ وارانہ نفرت اور مسلمانوں کی حالت زار

بھارت جوخود کو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کہلوانے کا دعویٰ کرتا ہے، آج ایک ایسے دور سے گزر رہا ہے جہاں فرقہ وارانہ سیاست نے جمہوری اقدار کو شدید متاثر کیا ہے۔ سماج وادی پارٹی کے سربراہ اور اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ اکھلیش یادو نے حال ہی میں بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کو ایک ”سیاسی گینگ“ قرار دیا ہے، جو نفرت اور فرقہ واریت کی علمبردار ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بی جے پی کی سیاست مکاری اور عیاری پر مبنی ہے، اور اس نے اقتدار کے غلط استعمال کے سوا کچھ نہیں کیا۔ اکھلیش یادو کا یہ الزام ہے کہ بی جے پی ملک کے جمہوری نظام کو تباہ کر رہی ہے، اور نئی نسل کو اندھیرے میں دھکیل رہی ہے۔ ایک ترقی پسند معاشرے میں منافقت اور توہم پرستی کی کوئی جگہ نہیں لیکن بی جے پی کی حکومت کی وجہ سے بھارت غلط سمت کی طرف جا رہا ہے۔ تعلیم کے نام پر لوٹ مچی ہوئی ہے، بدعنوانیاں عروج پر ہیں، اور مودی حکومت کی پالیسیاں گمراہ کن اور خوفناک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے معیشت کو غیر ملکیوں کے حوالے کر دیا ہے، اور بھارتی منڈیوں اور زمینوں پر بیرونی طاقتوں کی نظر ہے۔ بی جے پی نے معاشرے کے ہر طبقے کو مایوس کیا ہے، اور دانشوروں سمیت تمام طبقات شدید ناامیدی کا شکار ہیں۔ یہ بیان محض سیاسی بیان نہیں بلکہ بھارت میں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے خلاف بڑھتے ہوئے حملوں اور امتیازی سلوک کی عکاسی کرتے ہیں۔ اسی اتر پردیش کے ضلع مظفر نگر میں ہندوتوا غنڈوں نے ایک مسلم خاندان کو گھر خالی کرنے اور علاقے سے چلے جانے کے لیے دباؤ ڈالا ہے۔ ان غنڈوں نے مسلم خاندان کے گھر کو ”جہاد ہاؤس“ کا نام دیا، اور دھمکیاں دیں کہ گھر خالی نہ کرنے کی صورت میں سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایک مسلم شہری علی حسن نے بتایا کہ 20 کے قریب ہندوتوا کارکن ان کے گھر آئے اور انہیں علاقہ چھوڑنے کی دھمکیاں دیں۔ یہ واقعہ مظفر نگر میں مسلمانوں پر دباؤ کی ایک مثال ہے، جہاں نام ظاہر کرنے کے احکامات کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس طرح کے واقعات ہندو اکثریتی علاقوں میں مسلمانوں کو ہراساں کرنے اور انہیں علاقہ چھوڑنے پر مجبور کرنے کی کوششوں کا حصہ ہیں۔ اسی طرح مہاراشٹر کے ضلع ناسک کے قصبے مالیگاؤں میں پولیس نے محکمہ بجلی کے دفتر میں نماز ادا کرنے پر سات مسلمانوں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ ایک ویڈیو منظر عام پر آنے کے بعد ہندوتوا تنظیمیں آگ بگولہ ہو گئیں، اور بی جے پی رہنماؤں نے سخت کارروائی کا مطالبہ کیا۔ نماز ادا کرنے والے مسلمانوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے کسی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچائی اور نہ ہی سرکاری کام میں خلل ڈالا۔ وہ بجلی کی شکایت درج کرانے آئے تھے اور انتظار کے دوران نماز کا وقت ہو گیا تو انہوں نے دفتر میں خالی جگہ پر مختصر نماز ادا کی۔ یہ واقعہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کس طرح روزمرہ کی مذہبی فریضے کو بھی جرم کی شکل دے کر مسلمانوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ یہ صرف انفرادی واقعات نہیں بلکہ ایک منظم مہم کا حصہ ہیں۔ گائے کے ذبح کے نام پر مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں گائے کے محافظ گروپوں نے درجنوں مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔ 2010 سے 2017 تک 28 افراد، جن میں سے 24 مسلمان تھے، کو قتل کیا گیا۔ حالیہ واقعات میں اگست 2024 میں ایک 72 سالہ مسلمان کو بیف لے جانے کے شبہ میں پیٹا گیا، اور ایک 19 سالہ ہندو طالب علم کو مسلمان سمجھ کر گولی ماردی گئی۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں جیسے ہیومن رائٹس واچ نے 2015 سے 2018 تک 44 افراد کی ہلاکتوں کی تصدیق کی ہے، جن میں سے 36 مسلمان تھے۔ مسلمان خواتین بھی اس نفرت کی زد میں ہیں۔ راستوں میں نقاب اتارنے کے واقعات عام ہیں۔ کرناٹک میں حجاب تنازعہ نے مسلمان لڑکیوں کو تعلیم سے محروم کر دیا۔ 2022 میں اڈوپی کالج میں حجاب پہننے پر لڑکیوں کو کلاسوں سے روکا گیا، جو ملک بھر میں احتجاج کا باعث بنا۔ بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے ایک مسلم خاتون ڈاکٹر کا حجاب اتار دیا، جو عورت کی عزت اور آزادی پر حملہ ہے۔ یہ واقعات مسلمان خواتین کو ہراساں کرنے اور ان کی مذہبی آزادی کو محدود کرنے کی کوششیں ہیں۔ مقبوضہ کشمیر تو اس نفرت کی سب سے بڑی مثال ہے۔ بی جے پی کی حکومت نے 2019 میں آرٹیکل 370 ختم کر کے کشمیر کی خصوصی حیثیت کو ختم کر دیا، جو انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی تھی۔ ہزاروں افراد کو گرفتار کیا گیا، انٹرنیٹ اور فون سروسز بند کر دی گئیں، اور صحافیوں اور انسانی حقوق کے کارکنوں کو نشانہ بنایا گیا۔ ایکسٹرا جوڈیشل قتل، جبری گمشدگیاں اور تشدد عام ہیں۔ کشمیر کو عملاً ایک نوآبادیاتی علاقہ بنا دیا گیا ہے جہاں مقامی آبادی کی آواز کو دبایا جا رہا ہے۔ بی جے پی کی ہندوتوا سیاست نے خود بھارتی مسلمانوں کو دوسرے درجے کا شہری بنا دیا ہے۔ نئی نسل کی ناامیدی اور بھارتی دانشوروں کی مایوسی اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ بھارت ایک غلط سمت میں جا رہا ہے، جس کے نتائج کسی بھی صورت بھارت کیلئے بہتر نہیں ہونگے۔

# بھارت اسرائیل متوازی ماضی متحدہ مستقبل؟

سید عارف بہار

نریندر مودی تل ابیب ائرپورٹ پر اترتے تھے تو اسرائیل کے وزیراعظم بن یامین نیتن یاہو اپنی بیگم کے ہمراہ زمانوں سے بچھڑے ہوئے کسی بھائی کی طرح ان کے استقبال کے لیے بانہیں وا اور دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے تھے۔مودی اپنے روایتی انداز میں نیتن یاہو کو چمٹ کر ہی رہ گئے۔گرم جوشی کے انہی نظاروں کے درمیان ہی اسرائیل کے اخبار یروشلم پوسٹ میں سیتھ جے فرنٹزمین کا ایک مضمون متوازی ماضی، متحدہ مستقبل؛اسرائیل اور بھارت فطری اتحادی کیوں؟ کے عنوان سے شائع ہو کر منظر عام پر آرہا تھا۔اس مضمون میں اسرائیلی تجزیہ نگار بھارت اور اسرائیل کے درمیان مشترکہ ماضی اور مشترکہ حال،مشترکہ مستقبل اور مشترکہ دشمن کے خدوخال واضح کررہے تھے۔ یہ مشترکہ ورثہ مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کی مسلم دنیا سے شروع ہو کر وہیں پر ختم ہو رہا تھا۔گویا کہ دونوں کے مقاصد اہداف اور چیلنجز ایک جیسے ہیں۔ایسے ہی مضامین اس وقت شائع کیے جارہے تھے جب نائن الیون کے بعد اسرائیل اور بھارت دونوں امریکی کینگرو کی تھیلی میں مشترکہ مظلوم کے طور پر بیٹھنا اور پناہ لینا چاہتے تھے۔ایک بار پھر اس ذہنیت کا ابھار اور اظہار پاکستان میں اسرائیل کو تسلیم کرنے اور غزہ بورڈ میں اسرائیلی پولیس کا ہاتھ بٹانے کے خواہش مندوں کے لیے لمحۂ فکر ہے۔یہ ایک مائنڈ سیٹ کا عکس ہے اور اس دورے کے نتائج سے پہلے اس دورے کی تمہید اور ابتدائیہ ہی چونکا دینے والا ہے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ یہ ایک تاریخی دورہ ہے۔وہ کنیسٹ (اسرائیلی پارلیمنٹ) سے خطاب کریں گے، جو ایک علامتی اہمیت کا حامل اقدام ہے اور اسرائیل اور ہندوستان کے قریبی تعلقات کو ظاہر کرتا ہے۔گزشتہ چند دہائیوں میں یہ تعلقات تیزی سے پروان چڑھے ہیں (بڑی ترقی کی ہے)۔اس کی کئی وجوہات ہیں۔ان وجوہات میں سب سے اہم یہ ہے کہ اسرائیل اور ہندوستان میں بہت سی چیزیں مشترک ہیں۔ دونوں جمہوریتیں ہیں،اور دونوں اپنے اپنے خطوں میں قدیم تاریخ کی حامل ہیں۔ہندوستان اور اسرائیل کے تعلقات کی اہمیت کو وسیع پیمانے پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ سابق ڈپٹی نیشنل سیکورٹی ایڈوائزر کرنل (ریٹائرڈ) ایرن لرمین نے اس ماہ یروشلم اسٹریٹجک ٹریبیون میں لکھا کہ ’’وزیراعظم نریندر مودی کا 2017 کے بعد پہلی بار اسرائیل کا دورہ کرنے اور پہلی بار کنیسٹ سے خطاب کرنے کا فیصلہ ایک اہم سنگ میل ہے‘‘، جبکہ انہوں نے یہ بھی نوٹ کیا کہ مودی اور وزیراعظم بن یامین نیتن یاہو نے ذاتی تعلقات استوار کیے ہیں۔انہوں نے یہ بھی نوٹ کیا کہ کس طرح گزشتہ برسوں میں ہندوستان اور اسرائیل کے تعلقات میں اضافہ ہوا ہے۔ان کے بقول اس تعلق کو مضبوط بنانے میں مختلف اہم مواقع پر باہمی تعاون نے کلیدی کردار ادا کیا، جس کے بعد اربوں ڈالر کے دفاعی نظام اور ’میک ان انڈیا‘ جیسے منصوبوں کے تحت تعاون کے انتظامات سامنے آئے۔اس تعاون کو دیگر شعبوں بشمول معلومات کے تبادلے سے مزید وسعت ملی کیونکہ دونوں ممالک نے مختلف علاقائی چیلنجز کے حوالے سے مشترکہ بنیاد تلاش کی۔ ہندوستان اور اسرائیل کئی وجوہات کی بنا پر قدرتی اتحادی سمجھے جاتے ہیں۔ایک اہم وجہ دونوں ممالک کی قدیم اور بھرپور بھارت اور اسرائیل مختلف وجوہات کی بنا پر قدرتی اتحادی ہیں۔ایک وجہ دونوں ممالک کی بھرپور تاریخ ہے۔بھارت دنیا کی سب سے بڑی (جمہوریت اور ہندو آبادی کے لحاظ سے)۔دونوں ممالک میں آزادی کی تحریکیں جزوی طور پر برطانوی راج کے دوران تشکیل پائیں۔ برطانیہ نے 1858ء سے براہِ راست ہندوستان پر حکومت کی اور 17ویں صدی سے جنوبی ایشیا میں اس کا کردار تھا۔مشرق وسطیٰ میں بھی برطانیہ کے خطے کے ساتھ طویل تعلقات تھے اور پہلی جنگ عظیم کے بعد اس نے فلسطین پر کنٹرول حاصل کرلیا

تھا۔اگرچہ اس زمین پر، جو بعد میں اسرائیل بنی، برطانوی راج کا دورانیہ کم تھا، لیکن وہاں بھی وہی طریقے اپنائے گئے جو ہندوستان میں استعمال کیے گئے تھے۔ اس میں مختلف برادریوں کے مطالبات میں توازن پیدا کرنے کی کوشش شامل تھی۔ہندوستان میں اس کے نتیجے میں تقسیم کا منصوبہ بنا جس سے پاکستان اور بھارت کا قیام عمل میں آیا۔اسرائیل میں تقسیم کے منصوبے کے نتیجے میں عرب ریاستوں نے ملک پر حملہ کر دیا۔1948ء میں جنگ کے درمیان آزادی حاصل کرنے کا یہ مشترکہ چیلنج بھارت اور اسرائیل کو متحد کرتا ہے۔ یہ دونوں ممالک کو مختلف طریقوں سے جوڑتا ہے۔اسرائیل کی آزادی کو خطے میں بڑے پیمانے پر مسترد کر دیا گیا،جہاں عرب ریاستوں نے ملک کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔اسرائیل کو 1950ء سے 1970ء کی دہائی تک ترکیہ، ایران اور افریقا کے ممالک

کے ساتھ کام کرتے ہوئے، گردونواح (پردہ) کی ریاستوں تک رسائی حاصل کرنی پڑی۔ بھارت نے آگے بڑھنے کاایک مختلف راستہ اختیارکیا۔ہندوستان کے لیے برطانوی تقسیم کامنصوبہ پیچیدگی میں فلسطین کے لیے بنائے گئے منصوبے سے ملتا جلتا تھا جنوبی ایشیا میں،تصور یہ تھا کہ ایک ایسا پاکستان بنایا جائے جس میں مشرقی اور مغربی حصے شامل ہوں۔ موجودہ بنگلا دیش 1971ءتک پاکستان کا حصہ تھا۔اس نے بھارت کو ایک بڑی حدتک مسلم ملک کے مقابلے میں کھڑا کر دیا۔فلسطین کے لیے تقسیم کامنصوبہ بالکل اسی طرح ختم نہیں ہوا۔فلسطین کے لیے برطانوی تقسیم کے منصوبے میں ایک ایسی عرب ریاست کاتصورکیا گیا تھا جس میں غزہ،مغربی کنارے،گلیل کے کچھ حصے اور یافا شامل ہوں، جبکہ یروشلم میں ایک بین الاقوامی زون ہو۔ یہ بات بڑے پیمانے پرتسلیم نہیں کی جاتی کہ برطانوی تقسیم کے منصوبوں نے بنیادی طور پر ان ریاستوں کو لامتناہی جنگ میں جھونک دیا۔ یہ برطانوی مقصد نہیں رہا ہوگا،لیکن نتیجہ یہی نکلا۔نقشہ دیکھنے والا کوئی بھی شخص یہ نتیجہ اخذ کرے گا کہ 1947ء کے منصوبے میں برطانیہ نے فلسطین کے لیے جس عرب ملیشیاؤں کی جانب سے ملک پر حملے اور فرقہ وارانہ تشدد کے ساتھ ہی یہ واضح ہوگیا تھا کہ یہودی زیرِ زمین فوجوں، ہگاناہ اور ارگون کو شدید مشکلات کے باوجود طاقت کے ذریعے ملک پر قبضہ کرنا ہوگا۔وہ کامیاب ہوئے اور 1948 کے آخرتک انہوں نے عرب بے قاعدہ ملیشیاؤں کے ساتھ ساتھ مصریوں کو بھی شکست دے دی تھی۔ اسرائیل بننے والے علاقے سے لاکھوں عرب فرار ہو گئے۔ انہوں نے اردن کی فوجوں کو بھی روک دیا تھا۔اس صورتحال نےکئی دہائیوں تک جاری رہنے والی جنگ کی بنیاد رکھی جس کا خاتمہ 1979 میں مصر کے ساتھ امن معاہدے سے شروع ہوا۔ہندوستان کی آزادی کی راہ بھی خونریز تھی۔تقریباً 1 کروڑ 40لاکھ لوگ بے گھر ہوئے اور مہاجرین بن گئے،مسلمان پاکستان اور ہندو ہندوستان کی طرف بھاگے۔ ریڈ کراس کی رپورٹ کے مطابق،دس لاکھ کے قریب لوگ مارے گئے ہوں گے۔اس نے پاکستان کے ساتھ کئی دہائیوں کی جنگ کی بنیاد رکھی۔ اس تنازع کا کچھ حصہ کشمیر میں ہوا، جو ہندوستان اور پاکستان کی سرحد پر متنازعہ علاقہ ہے۔

اسرائیل بننے والے علاقے سے لاکھوں عرب فرار ہو گئے۔انہوں نے اردن کی فوجوں کو بھی روک دیا تھا۔اس صورتحال نےکئی دہائیوں تک جاری رہنے والی جنگ کی بنیاد رکھی جس کا خاتمہ 1979 میں مصر کے ساتھ امن معاہدے سے شروع ہوا۔ہندوستان کی آزادی کی راہ بھی خونریز تھی۔تقریباً 1 کروڑ 40لاکھ لوگ بے گھر ہوئے اور مہاجرین بن گئے،مسلمان پاکستان اور ہندو ہندوستان کی طرف بھاگے۔ ریڈ کراس کی رپورٹ کے مطابق، دس لاکھ کے قریب لوگ مارے گئے ہوں گے۔اس نے پاکستان کے ساتھ کئی دہائیوں کی جنگ کی بنیاد رکھی۔ اس تنازع کا کچھ حصہ کشمیر میں ہوا،جو ہندوستان اور پاکستان کی سرحد پر متنازعہ علاقہ ہے۔

ہندوستان کو کئی دہائیوں سے اسلام پسند انتہا پسندوں کی جانب سے دہشت گردی کے خطرات کا بھی سامنا ہے۔ ہندوستان پر دہشت گردانہ حملے، جو اکثر پاکستان سے جڑے ہوتے ہیں، ہندوستان میں یہودیوں کو بھی نشانہ بناتے ہیں۔مثال کے طور پر، 2008 میں ممبئی پر حملے میں مقامی 'چاباڈ' کونشانہ بنایا گیا تھا۔ سرد جنگ کے دوران، ہندوستان غیر جانبدارتحریک کا رہنما تھا۔ اس طرح وہ اکثراسرائیل کی تنقید میں عرب ریاستوں کا ساتھ دیتا تھا۔ یہ صورتحال اس وقت بدلنے لگی جب ہندوستان میں کانگریس پارٹی الیکشن ہارنے لگی اور دائیں بازو کی بی جے پی، جو ہندوسیاست میں زیادہ جڑی ہوئی ہے،اقتدار میں آگئی۔

اسرائیلی سیاست نے بھی بائیں بازو کی لیبر صہیونیت سے آج کی دائیں بازو کی سیاست کی طرف اسی طرح کی تبدیلی دیکھی۔کوئی بھی یہ دلیل دے سکتا ہے کہ یہ فطری پیش رفت ہیں کیونکہ لوگ آج مذہب اورقوم پرستی کو زیادہ اپنا رہے ہیں۔ ہندوستان اور اسرائیل جغرافیائی سیاست کے ذریعے بھی تیزی سے جڑ رہے ہیں۔ دونوں ممالک ایک خطے کے دوکناروں (کتابوں کے سہارے) پر بیٹھے ہیں۔مثال کے طور پر جنوبی ایشیا کی سرحد بنیادی طور پر اسلامی مشرق وسطیٰ سے ملتی ہے جو پاکستان سے ترکی تک پھیلا ہوا ہے۔اسرائیل دوسرے کنارے پر ہے، جو بحیرہ روم پر واقع ہے۔ مضمون نگار لکھتے ہیں کہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ آج، یہ قدرتی تعلق انڈیا مڈل ایسٹ یورپ اکنامک کوریڈور (IMEC) کے ذریعے جڑا ہوا ہے۔اس کی دیگر شکلیں بھی تجویز کی گئی ہیں، جیسے کہ انڈیا، اسرائیل، امریکا اور متحدہ عرب امارات (UAE) کا I2U2 گروپ۔

آج اسرائیل کی قیادت اسرائیل اور انڈیا کے درمیان اس تعلق کو تیزی سے اہم سمجھتی ہے۔وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ ایران کی طاقت میں کمی کے ساتھ اسرائیل کو ترکی اور دیگر ممالک کی طرف سے بڑھتے ہوئے چیلنجوں کا سامنا ہے۔انڈیا کی حکمت عملی مختلف ہوسکتی ہے۔ یہ دوسرے ممالک کے ساتھ تصادم نہیں رکھتی، بلکہ پرامن تعلقات استوار کر رہی ہے جو مشرق اور مغرب میں توازن پیدا کرتے ہیں۔اسرائیل کی سیاسی قیادت زیادہ تصادم کی حامل ہے۔تاہم، یہ اسرائیل اور انڈیا کے تاریخی چیلنجوں میں بھی جڑا ہوا ہے۔انڈیا غیر جانبدارتحریک کا رہنما رہا ہے اور خود کو مشرق اور مغرب کے درمیان توازن رکھنے والا سمجھتا ہے۔ امریکا کا قریبی اتحادی اسرائیل خود کو زیادہ تنہا محسوس کرتا ہے۔اس کے باوجود، دونوں ممالک آج اور مستقبل میں قدرتی اتحادی ہیں۔

جناب سید عارف بہار آزاد کشمیر کے معروف صحافی دانشور اور مصنف ہیں۔کئی پاکستانی اخبارات اور عالمی شہرت یافتہ جرائد میں لکھتے ہیں۔تحریک آزادی کشمیر کی ترجمانی کا الحمد للہ پورا حق ادا کر رہے ہیں۔کشمیر الیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

# حق خودارادیت کشمیر اور اقوام متحدہ

شہزاد منیر احمد

تحریک آزادی کشمیر دنیا بھر میں طویل ترین تحریک شمار ہوتی ہے۔ اگر 1947 میں ہندوستان کے قانونی تقسیم کے معاہدے پر خلوص دل اور احساس ذمہ داری سے متعلقہ ممالک اور ہندوستان میں برطانوی وائسرائے دیانت داری سے عمل درآمد کرا دیتے تو یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ دنیا کا نقشہ زیادہ تر پرامن ریاستوں سے بھرا ہوتا ہے۔ ایسا مگر ہوا نہیں۔ اس کی وجہ ہنود و یہود و نصاریٰ اور مسلمان قوم کے درمیان صدیوں پرانا مذہبی تعصب اور سیاسی نظریاتی اختلاف ہے۔ اہل دانش کہتے ہیں کہ کسی مسئلے کے حل کیلئے منصوبہ اور کوششیں بے شک خوشنما اور اصولاً موثر نظر آتی ہوں لیکن ان پر عملدرآمد اگر بے اصولی اور بے ڈھنگے انداز میں کیا جائے تو نتائج کبھی بھی نفع بخش نہیں نکلتے۔ کشمیر کی آزادی تو آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے قائد محمد علی جناح کی قیادت میں ہندوؤں سے جنگ لڑ کر حالات نے یقینی بنا دی۔ مگر ہندوستان میں انگریز وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی خباثت نے کشمیر کا حق خودارادیت اس ڈھنگ سے الجھایا کہ آج تک کشمیری اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

طاقت کوئی ٹھوس شے نہیں، یہ فقط احساس ہے جو ہوا کی طرح سمت بدلتا رہتا ہے۔ انسان مگر اسے اپنی جمع و تفریق میں قائم و دائم سمجھ کر زندگی کے سفر پر رواں دواں رہتا ہے، بالخصوص بادشاہ اور شاہ کے درباری۔ یہ رویہ فطرت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اس اصول شکنی کا خمیازہ کبھی آدمی کو اکیلے بھگتنا پڑتا ہے اور کبھی پوری قوم جھیلتی ہے۔ گویا مسلمہ اصول کا انفرادی سطح پر توڑنا غلطی ہے۔

بین الاقوامی سطح پر اس کی مثال یہ دی جا سکتی ہے کہ اگر بڑا ملک غلطی سے کسی چھوٹے ملک پر چڑھائی کرتا ہے تو غلطی کرتا ہے۔ جیسے پہلی عالمگیر جنگ سے پہلے ہٹلر اور مسولینی نے کیا تو انہوں نے غلطی کی۔ جب سارے ممالک اتحادی بن کر جنگ میں کود پڑے تو انہوں نے غلط کیا۔ کروڑوں افراد جنگ میں مارے گئے، کروڑوں زخمی اور معذور ہوئے۔ ملکوں کی تباہی اور بربادی میں اربوں کھربوں کی تاریخی عمارتیں اور جائیدادیں ملیا میٹ کر دی گئیں۔ انسان مگر اتنا بے حس اور حقیقت ناشناس واقع ہوا

> اہل دانش کہتے ہیں کہ کسی مسئلے کے حل کیلئے منصوبہ اور کوششیں بے شک خوشنما اور اصولاً موثر نظر آتی ہوں لیکن ان پر عملدرآمد اگر بے اصولی اور بے ڈھنگے انداز میں کیا جائے تو نتائج کبھی بھی نفع بخش نہیں نکلتے۔ کشمیر کی آزادی تو آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے قائد محمد علی جناح کی قیادت میں ہندوؤں سے جنگ لڑ کر حالات نے یقینی بنا دی۔ مگر ہندوستان میں انگریز وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی خباثت نے کشمیر کا حق خودارادیت اس ڈھنگ سے الجھایا کہ آج تک کشمیری اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

ہے کہ نہ کوئی سبق خود سیکھ کر سدھرا نہ اوروں کو سکھایا اور سمجھایا۔ روس 1979 میں افغانستان پر چڑھ دوڑا، دس سال ذلت بھگتی اور واپس گیا۔ نتیجہ بربادی۔ پھر امریکہ نے اپنا شوق چوہدراہٹ آزمایا اور افغانستان میں افغانوں کے ہاتھوں 20 سال تک خود بھی ذلیل و خوار ہوا اور دنیا کو بھی اذیتوں میں رکھا مگر ناکام لوٹا۔ نتیجہ بربادی۔ سوال یہ ہے طاقتور ممالک ایسا کیوں کرتے ہیں۔ سادہ سا جواب یہی ہے کہ انہیں اپنے ترک و احتشام کی نمود و نمائش کے ساتھ "نام وری" کا شوق، اس طرح کی تذلیل میں دھکیلتا ہے۔

آپ نے کبھی غور کیا کہ عدل و انصاف کے بارے کہیں بھی کوئی تنظیم تشکیل دی جائے، طاقتور ممالک عموماً اس کے ممبر نہیں بنتے۔ وہ اس کی رکنیت اس لیے نہیں لیتے کہ جب کہیں اور جہاں کہیں بین الاقوامی معاملات اور جھگڑوں پر فیصلہ ان کے مفاد کے خلاف ہو تو وہ اس سے بچ نکلیں۔ گویا ان کے دلوں میں ایک تصوراتی مفادات کے خلاف ممکنہ ردعمل ہوتا ہے جو خطرہ اور خوف کہلاتا ہے۔ خوف کتنا ظالم ہوتا ہے کہ وہ مخالف اور دشمن پر ہی ظالمانہ طریقے نہیں آزماتا، اپنے پر بھی خودکش دھماکہ کر دیتا ہے۔ 1945 میں جنگ عظیم کا فاتحین نے جرمنی سے لٹنے پٹنے اور تباہ برباد ہونے کا انتقام یوں لیا کہ انہیں دو حصوں میں، دو رقیبوں دو حریفوں کی طرح بانٹ کر "مشرقی جرمنی" اور "مغربی جرمنی" میں بدل دیا۔ خوف یہ تھا کہ جرمن پھر سے متحد نہ ہو جائیں۔ جرمن چونکہ تب تک، نٹشے کے پڑھائے جادوئی سبق کے احساس سے مرعوب اور متحرک تھے کہ جرمن لوگ دنیا میں بہترین نسل ہے۔ ایسا خوفناک فیصلہ اور ایسی کارگردگی، یورپی اتحادی ممالک پہلی جنگ عظیم میں خلافت عثمانیہ کے خلاف کامیابی سے آزما چکے تھے۔ لیکن جرمن دور اندیش تھے اور ہیں وہ 1990 کی دہائی میں اتحاد کر کے پھر ایک جرمنی بن گئے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ امریکی صدر جان ایف کینیڈی نے قانون بنا کر، امریکی اداروں کو دوسرے ممالک میں سیاسی مداخلت کرنے یا رجیم چینج کرنے جیسے افعال قبیحہ کی ممانعت کر دی تھی۔ لیکن طاقت پرست طاقتوروں نے اپنے ہی صدر (کینیڈی) کو قتل کروا دیا تھا۔ یہ تھا غیر اخلاقی سیاست کا نمونہ اور عملی مظاہرہ۔

ذوق نے کہا تھا:-

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

امریکہ مگر پھر بھی باز نہ آیا۔

1988 میں پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق بہاولپور میں فوجی ٹینکوں کے ٹیسٹ آپریشن میں گئے تو پاکستان میں امریکی سفیر رافیل کو بھی ساتھ لے گئے۔ ضیاء الحق کو ہوائی جہاز میں

> خوف کتنا ظالم ہوتا ہے کہ وہ مخالف اور دشمن پر ہی ظالمانہ طریقے نہیں آزماتا، اپنے پر بھی خودکش دھماکہ کر دیتا ہے۔ 1945 میں جنگ عظیم کا فاتحین نے جرمنی سے لٹنے پٹنے اور تباہ برباد ہونے کا انتقام یوں لیا کہ انہیں دو حصوں میں، دو رقیبوں دو حریفوں کی طرح بانٹ کر" مشرقی جرمنی" اور "مغربی جرمنی" میں بدل دیا۔ خوف یہ تھا کہ جرمن پھر سے متحد نہ ہو جائیں

کریش کروانے والوں نے اپنا" آپریشن" کینسل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لہذا صدر جنرل ضیاء الحق کا جہاز سی 130 جب بہاولپور سے واپسی کے لئے اڑا تو اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اڑا دیا گیا۔ پوچھا امریکی سفیر کا کیا ہوا، جواب تھا وہ بھی گیا۔

اتنا بڑا حادثہ، اہم ترین واقعہ، بلکہ قومی المیہ، مگر نہ احتجاج، نہ دکھ نہ درد نہ غم نہ سوگ، نہ پچھتاوا نہ شرمندگی نہ ندامت" ۔ وہ سب قصوں، کہانیوں، لطیفوں اور میراثیوں کی جگتوں کی نظر ہو گیا۔ اور پھر بھی ہم خوشی سے گاتے جھومتے اور لہراتے ہیں۔" ہم زندہ قوم ہیں۔" زندہ قوموں کا یہ وطیرہ نہیں ہوتا، اپنی تاریخ کو اپنے عمل سے جوڑنے کے لیئے ہمیشہ بے تاب رہتے ہیں۔ بالکل ایسے جس طرح آج روسی پیوٹن تین سو سال بعد، کبھی اپنا حصہ ہونے والے امریکی الاسکا کو امریکہ کے ہاتھ بیچ دیا تھا، میں امریکی صدر ٹرمپ سے 15 اگست 2025 کو ملاقات کرے گا۔

لکھنے والے نے صحیح لکھا کہ تاریخ تو بڑی چوکس، چوکنی اور کھلی

آنکھوں سے دیکھتی سنتی ہے، البتہ، تاریخ بنانے والے ظالم مزاج اور لکھنے والے طاقتور مدیر اسے لکھتے وقت پہلے اپنے مفادات کے آئینے میں سنوارتے ہیں اور پھر لکھتے ہیں۔ یہی قلم کاروں کا معصوم نظر آتا گناہ ہے، جس کے آئندہ نسلوں پر پڑھنے والے مضر و مہلک اثرات سے لکھاری بے خبر یا بے نیاز نظر آتے ہیں۔

کشمیری سیاسی قیادت، سیاسی جماعتوں، اکابرین، ججز، وکلاء اور دانشوروں اور سماجی کارکنوں کو یہ حقیقت اب سمجھ آجانی چاہیے کہ اقوام متحدہ مسئلہ کشمیر کو روایتی Procrastination، گو سلو پالیسی سے حل کرنے کی کوششیں دکھا رہی ہے۔ کوششیں کتنی ہی معصوم، موثر اور خوشنما ہوں لیکن اگر ان کے عملی اقدامات کرنے میں اگر خلوص نیت مفقود ہو تو نتائج بھی سود مند نہیں ہوا کرتے۔ جنگ عظیم اول سے پہلے کی جنگی تباہیوں اور لاکھوں انسانوں کی ہلاکتوں پر پریشان عالمی راہنماؤں نے آئندہ ایسی انسان کش جنگ روکنے کے ارادوں سے لیگ آف نیشنز بنائی تھی۔ لیکن چونکہ اس میں کچھ ممالک (صرف دو) کی نیک نیتی شامل نہ تھی اس لیے جنگ عظیم اول کو وارد ہونے سے نہ روک سکے۔

پھر جنگ عظیم اول کے خاتمے کا معاہدہ بھی انتقامی جذبوں پر مشتمل طے کیا گیا تھا۔ لہذا دوسری جنگ عظیم ہوئی اور تو اس نے دنیا بھر کے نقشے بدل کر رکھ دیے۔ دنیا نے امریکی ایٹم بم سے پل بھر میں لاکھوں جاپانی معصوم شہری جلا کر راکھ کر دینے کا منظر دیکھ لیا۔ جب اقوام متحدہ تشکیل دی گئی تھی تو بھی وہاں پانچ ممالک کو ویٹو پاور کا اختیار دے کر اقوام متحدہ کو ناکام عالمی ادارہ بنانے کی بنیاد رکھی گئی۔ دو طاقتور سیاسی بھینسوں کو سرد جنگ کے نام پر لڑنے کیلئے کھلا چھوڑ دیا گیا۔ وہ لڑتے رہے اور چھوٹے ممالک ترقی پذیر ریاستیں مینڈکوں کی طرح کچلی جاتی رہیں۔

کشمیر کا مسئلہ حق خود ارادیت 1960 کی دہائیوں تک اقوام متحدہ کی قراردادوں کے قول و فعل کے ہم آہنگ رہا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ماحول میں جموں و کشمیر اور گلگت بلتستان کے عوام اپنی سیاسی تقدیر کا فیصلہ کرنے کے لیے پر امید اور تیار رہتے تھے۔ اور مقامی اسمبلی الیکشنوں کی طرح اس کے انتظار میں رہا کرتے تھے، صرف تاریخ کا اعلان باقی تھا لیکن اب تو یہ سوال بن کر رہ گیا ہے کہ اس طائر لاہوتی کو کون اغواء کر کے لے گیا۔ کیوں اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل اپنی قوت نافذہ سے کام نہیں لیتی۔

کشمیری سیاسی قیادت کو اب اپنے حلیفوں اور ہمدردوں کی سپورٹ پر کھل کر مذاکرات کرنے چاہیں۔ پچھلی کوئی ایک کوشش بھی کسی ادارے کی طرف سے کی جانے والی کامیاب نہیں ہونے دی گئی۔ ہمیں ان خفیہ اور دوست نما دشمنوں کے کردار پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔ کشمیری عوام نے اپنی آزادی، اپنے وطن کی آزادی کی خاطر کسی طرح کی قربانی، (جانی، مالی، اخلاقی، سیاسی) دینے سے ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی ہے۔ اور آئندہ بھی یہی جذبہ اپنی منزل مقصود پانے تک قائم رہے گا۔ انشاللہ۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے تبھی غالب رہو گے اگر تم سچے ہو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

جناب شہزاد منیر احمد (گروپ کیپٹن ریٹائرڈ) راولپنڈی/اسلام آباد کے معروف ادیب، شاعر، مصنف اور کالم نگار ہیں، کشمیر الیوم کے لیے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

# شہید انصاف جلیل اندرابی

محمد شہباز بڈگامی

سرزمین جموں وکشمیر جو پوری دنیا میں اپنی قدرتی حسن و جمال میں کوئی ثانی نہیں رکھتی،اس سرزمین نے ایسے فرزندوں کو جنم دیا ہے،جنہوں نے تاریخ میں انمٹ نقوش چھوڑے ہیں،انہی فرزندان وطن میں جناب جلیل اندرابی بھی شامل ہیں،جنہوں نے مختصر عرصے میں خود کو قانون کے میدان میں ایسا منوالیا کہ غیر بھی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکے۔وہ آسمان افق پر ایسے ابھرے کہ کوئی ان کا ہم عصر اور ہم پلہ نہیں ٹھہر سکا اور شاید آنے والے وقت میں بھی نہیں ٹھہر سکے گا۔آج ان کی شہادت کو 30 برس مکمل ہوچکے ہیں۔وہ 30 جنوری 1960 میں پلوامہ میں سید غلام قادر اندرابی کے گھر پیدا ہوئے۔انہوں نے قانون کی تعلیم حاصل کی اور پھر وکالت کو ہی اپنا پیشہ بنایا۔وہ جہاں ایک پیشہ ور قانون دان تھے لیکن ان کی ایک اور پہنچان بھی تھی،وہ انسانی حقوق اور تحریک آزادی کشمیر کے سرکردہ علمبردار بھی تھے۔یہی ان کا جرم ٹھہرا اور پھر اسی جرم کی پاداش میں انہیں اپنی جوانی کی دہلیز پر ہی زندگی سے ہاتھ دھونے پڑے۔

1989 میں مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارت کے غاصبانہ اور ناجائز قبضے کے خاتمے کیلئے ایک بھرپور عوامی مزاحمت نے ہر مکتبہ فکر کیساتھ وابستہ افراد کو اپنی جانب مائل کیا۔بلاشبہ اہل کشمیر کے شعبہ قانون کیساتھ وابستہ افراد نے بھی تحریک آزادی میں اپنا بھرپور حصہ ڈالا جن میں جلیل اندرابی سرفہرست ہیں۔انہوں نے اہل کشمیر پر بھارتی مظالم کو للکارا اور ڈنکے کی چوٹ پر بھارتی دہشت گردی کو چیلنج کیا۔خاص کر مسلح بھارتی ایجنٹوں جو اخوان کے نام سے جانے جاتے تھے،ان کے مظالم اور دہشت گردی کے خلاف نہ صرف مقبوضہ جموں وکشمیر بلکہ عالمی سطح پر بھی اپنی آواز بلند کی۔وہ 1995 میں جنیوا میں اقوام متحدہ انسانی حقوق کونسل کی دعوت پر اجلاس میں بطور مبصر شریک ہوئے اور پھر مقبوضہ جموں وکشمیر میں تعینات بھارتی افواج اور اس کے مسلح ایجنٹوں کے بدترین مظالم کو دبنگ انداز میں بے نقاب کیا۔ان کے موقف کو انسانی حقوق کونسل میں بھرپور پذیرائی ملی،چونکہ وہ سرزمین جموں وکشمیر سے تعلق رکھتے تھے،لہٰذا ان کے خیالات نے بھارت کے ان تمام غلط اور جھوٹ پر مبنی الزامات کا بھانڈا پھوڑ دیا کہ پاکستان مقبوضہ جموں وکشمیر کی صورتحال کو بھارت کے خلاف استعمال کرکے پروپیگنڈا کرتا ہے۔جلیل اندرابی نے جب بھارتی مظالم کے اعداد وشمار اقوام متحدہ انسانی حقوق کونسل اراکین کے سامنے رکھے،تو بھارت کو بڑی خجالت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور انسانی حقوق کونسل اراکین نے بھارت کی خوب درگت کی۔

جلیل اندرابی کا یہ انداز بھارت کو بری طرح چبھ گیا اور پھر انہیں راستے سے ہٹانے کا منصوبہ بنایا گیا۔ 1996 میں انہیں پھر جنیوا میں انسانی حقوق کونسل کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی،وہ جنیوا جانے کی تیاری ہی کررہے تھے کہ 8 مارچ 1996 میں وہ اپنی اہلیہ رفعت کیساتھ گاڑی میں سفر کررہے تھے،کہ انہیں بھارتی فوج کی 5 راشٹریہ رائفلز کے میجر اوتار سنگھ اور اخوانی دہشت گردوں نے اہلیہ کی موجودگی میں گاڑی سے گھسیٹ کر نیچے اتارا اور پھر ایک آٹو رکشا میں نامعلوم مقام کی طرف لے گئے۔تین ہفتوں بعد یعنی 27 مارچ 1996 کو سرینگر کے کرسو راجباغ علاقے میں دریائے جہلم سے ایک بوری ملی جس میں جناب جلیل اندرابی کی بوسیدہ لاش برآمد کی گئی۔ان کے پوسٹ مارٹم میں اس بات کی تصدیق کی گئی کہ ان

سرزمین جموں وکشمیر جو پوری دنیا میں اپنی قدرتی حسن و جمال میں کوئی ثانی نہیں رکھتی،اس سرزمین نے ایسے فرزندوں کو جنم دیا ہے،جنہوں نے تاریخ میں انمٹ نقوش چھوڑے ہیں،انہی فرزندان وطن میں جناب جلیل اندرابی بھی شامل ہیں،جنہوں نے مختصر عرصے میں خود کو قانون کے میدان میں ایسا منوالیا کہ غیر بھی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکے۔وہ آسمان افق پر ایسے ابھرے کہ کوئی ان کا ہم عصر اور ہم پلہ نہیں ٹھہر سکا اور شاید آنے والے وقت میں بھی نہیں ٹھہر سکے گا۔آج ان کی شہادت کو 30 برس مکمل ہوچکے ہیں۔

پر دوران حراست بدترین تشدد کیا گیا اور پھر ان کا حراستی قتل کیا گیا۔میجر اوتار سنگھ 1996 میں سرینگر کے نواحی علاقہ راولپورہ میں قائم ایک بھارتی فوجی کیمپ کے انچارج تھے۔یہ کیمپ ایئرپورٹ کے قریب واقع تھا،جہاں عام کشمیریوں کو گرفتار کر کے یہاں لا کر ان پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے جاتے تھے۔واقفانِ حال کا کہنا ہے کہ مذکورہ بھارتی فوجی کیمپ میں مظلوم کشمیریوں کی چیخیں راہ چلتے لوگ اور آس پاس رہنے والے بھی سنتے تھے۔اسی کیمپ میں جلیل اندرابی کی توانا آواز کو ہمیشہ کیلئے خاموش کیا گیا۔ان کے ماورائے عدالت قتل کی خبر جب جنیوا میں انسانی حقوق کونسل کو موصول ہوئی،تو نہ صرف اس سفاکانہ اقدام کو ماورائے قانون قرار دیا گیا بلکہ اس واقع کی عدالتی تحقیقات کیلئے بھارت پر دباؤ اور اس کی سخت سرزنش بھی

> 1996 میں انہیں پھر جنیوا میں انسانی حقوق کونسل کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی،وہ جنیوا جانے کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ 8 مارچ 1996 میں وہ اپنی اہلیہ رفعت کیساتھ گاڑی میں سفر کر رہے تھے،کہ انہیں بھارتی فوج کی 5 راشٹریہ رائفلز کے میجر اوتار سنگھ اور اخوانی دہشت گردوں نے اہلیہ کی موجودگی میں گاڑی سے گھسیٹ کر نیچے اتارا اور پھر ایک آٹو رکشا میں نامعلوم مقام کی طرف لے گئے۔تین ہفتوں بعد یعنی 27 مارچ 1996 کو سرینگر کے کرسو راجباغ علاقے میں دریائے جہلم سے ایک بوری ملی جس میں جناب جلیل اندرابی کی بوسیدہ لاش برآمد کی گئی

کی گئی،جبکہ بھارتی نمائندوں سے بار بار جلیل اندرابی کے حراستی قتل کے سلسلے میں پوچھا جاتا رہا،جن کے پاس سوائے آئیں بائیں اور شائیں کرنے کے کوئی جواب نہیں تھا۔

جلیل اندرابی کے اغوا کے سلسلے میں انسانی حقوق کے اداروں نے جب مقدمہ درج کرانا چاہا تو مقبوضہ کشمیر میں پولیس نے چار روز تک شکایت بھی درج نہیں کی اور پھر عدالتی مداخلت کے بعد گمشدگی کی رپورٹ درج کرائی گئی۔جلیل اندرابی کے ماورائے عدالت قتل نے پوری دنیا میں انسانی حقوق کے اداروں اور میڈیا کی توجہ مبذول کرائی۔چونکہ وہ کوئی عام انسان نہیں تھے کہ اس کا قتل خاموشی کی چادر اوڑھ لیتا۔وہ سرکردہ قانون دان اور انسانی حقوق کے جانے پہچانے علمبردار تھے۔عدالتی احکامات پر جلیل اندرابی قتل کیس کی تحقیقات پولیس کی ایک خصوصی تفتیشی ٹیم کو سونپی گئی،تحقیقاتی ٹیم نے اپنی رپورٹ میں اس بات کا اعتراف کیا کہ جلیل اندرابی اپنی اہلیہ کیساتھ سفید رنگ کی ماروتی کار میں سفر کر رہے تھے کہ انہیں بعض فوجی اہلکاروں اور بھارتی فوجیوں کیساتھ کام کرنے والے مسلح افراد (اخوانیوں) نے روکا اور اغوا کر لیا۔جس کی گواہی ان کی اہلیہ پہلے ہی دے چکی تھیں،کیونکہ اغوا کے وقت وہ گاڑی میں جلیل اندرابی کیساتھ موجود تھیں۔میجر اوتار سنگھ اپنے گرد گھیرا تنگ ہوتے دیکھ کر مقبوضہ جموں و کشمیر سے ہریانہ فرار ہو گیا،جہاں اسے ریلوے سیکورٹی میں تعینات کیا گیا تھا۔چنانچہ جب کشمیر پولیس جلیل اندرابی قتل کیس کے سلسلے میں اسے وہاں تلاش کرنے پہنچی تو اسے کینیڈا فرار کرایا گیا جہاں وہ اپنی بیوی کیساتھ رہ رہا تھا۔چند برس گزرنے کے بعد ہی وہاں مقیم کشمیریوں کی شکایت پر جب کینیڈا کی پولیس نے اسے پوچھ تاچھ کی تو وہ وہاں سے بھی بھاگ کر امریکی ریاست کیلیفورنیا کے سیلما علاقے میں رہنے لگا۔جہاں اس نے ٹرکوں کے ذریعہ مال برداری کا کاروبار شروع کیا۔دن گزرتے گئے اور جلیل اندرابی کا خون میجر اوتار سنگھ کو اندر ہی اندر بے چین اور بے سکون کر رہا تھا۔

09 جون 2012 میں میجر اوتار سنگھ نے کیلیفورنیا پولیس کو فون پر بتایا کہ اس نے بیوی اور تین بچوں کو ہلاک کیا ہے اور اب وہ اپنے آپ کو ہلاک کر رہا ہے،جس کے بعد اس نے خود کو گولی مار کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر ڈالا۔یوں 1996 میں جلیل اندرابی کے ماورائے عدالت قتل کا مجرم 16 برس بعد اپنے ہی ہاتھوں انجام بد کو پہنچا۔جس سے اگرچہ انصاف کے تقاضے کسی حد تک پورے ہوئے لیکن جلیل اندرابی کے ماورائے عدالت قتل کے پیچھے اصل محرکات کو تلاش کرنا ناگزیر ہے۔ان کا قتل بھارتی حکمرانوں کی ایما پر ہی کرایا گیا،جس سے کسی صورت نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔جس کی تصدیق شہید جلیل اندرابی کے بھائی اور اس کیس کے وکیل ایڈوکیٹ ارشد اندرابی نے یہ کہہ کر کی ہے کہ شدید الزامات اور مقامی عدالتی احکامات کے باوجود میجر اوتار

09 جون 2012 میں میجر اوتار سنگھ نے کیلیفورنیا پولیس کو فون پر بتایا کہ اس نے بیوی اور تین بچوں کو ہلاک کیا ہے اور اب وہ اپنے آپ کو ہلاک کر رہا ہے، جس کے بعد اس نے خود کو گولی مار کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر ڈالا۔ یوں 1996 میں جلیل اندرابی کے ماورائے عدالت قتل کا مجرم 16 برس بعد اپنے ہی ہاتھوں انجام بد کو پہنچا۔ جس سے اگرچہ انصاف کے تقاضے کسی حد تک پورے ہوئے لیکن جلیل اندرابی کے ماورائے عدالت قتل کے پیچھے اصل محرکات کو تلاش کرنا ناگزیر ہے۔ ان کا قتل بھارتی حکمرانوں کی ایما پر ہی کرایا گیا، جس سے کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا

سنگھ کو سفری دستاویز فراہم اور اسے سزا سے بچانے اور بھارت کا سفاک چہرہ بے نقاب ہونے سے روکنے کیلئے بھارت سے خفیہ طور پر فرار نے کرانے میں مدد دی گئی۔ بلاشبہ جلیل احمد اندرابی کا ماورائے عدالت قتل نام نہاد بھارتی جمہوریت کے ماتھے پر ایسا بدنما دھبہ ہے، جس سے کسی صورت دھویا نہیں جاسکتا۔ دوسرا

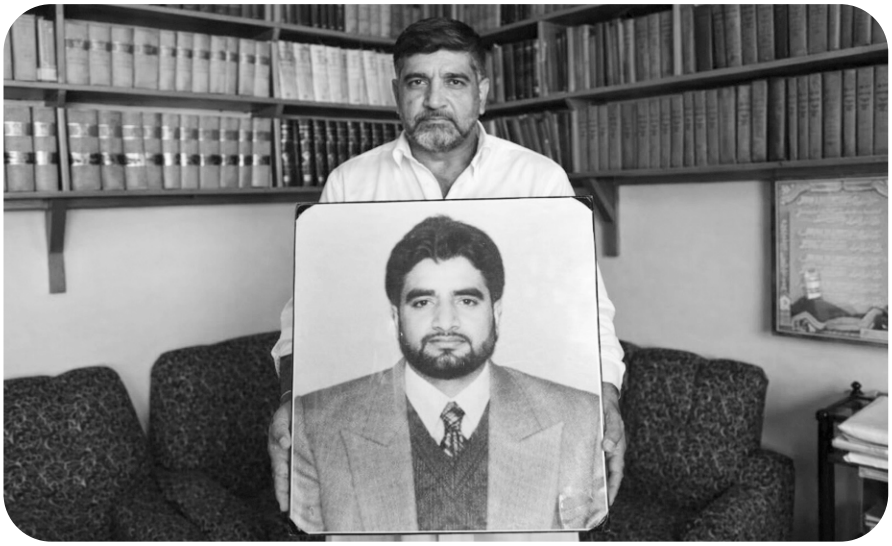

مجرموں کا کیفر کردار تک نہ پہنچنا بھارت کی مقبوضہ جموں و کشمیر میں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کی ریاستی سرپرستی کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔ جلیل احمد اندرابی کا اس کے سوا کیا قصور یا جرم تھا کہ انہوں نے مقبوضہ جموں و کشمیر میں بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کیخلاف آواز اٹھانے اور انہیں دستاویزی شکل دینے کی

کوشش کی۔ جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ 30 برس گزر چکے ہیں، شہید جلیل احمد اندرابی کے اہلِ خانہ آج بھی انصاف سے محروم ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ بھارتی حکمران اقوام متحدہ کے منظور شدہ حق خودارایت کے مطالبے کی پاداش میں کشمیری عوام کا قتل عام کرنا اپنا حق سمجھتے

ہیں، جس کی باز پرس سے بھارتی حکمران ابھی تک بچے ہوئے ہیں۔ مقبوضہ جموں و کشمیر پر بھارت کے غاصبانہ، ناجائز، غیر قانونی اور غیر اخلاقی قبضے کے خاتمے کیلئے اہل کشمیر کی جدوجہد آج بھی جاری و ساری ہے، یقیناً جلیل اندرابی اور دیگر ہزاروں افراد کا بہیمانہ قتل کشمیری عوام کی یادوں اور ذہنوں میں نقش ہے۔ ان قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جو حق خودارادیت کے

حصول کیلئے دی جا چکی ہیں۔ یہ قربانیاں اہل کشمیر سے وفا کا بھرپور تقاضا کرتی ہیں۔ آج بھی مقبوضہ جموں و کشمیر میں عظیم اور لازوال قربانیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے۔ کوئی اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو کوئی بھارتی جیلوں اور عقوبت خانوں میں زندگی کے قیمتی ایام تحریک آزادی کشمیر کیلئے نچھاور کر رہا ہے۔ ان کی شہادت نے اہل کشمیر کی مزاحمت اور بھارت کے خلاف جدوجہد کو مزید تقویت دی۔ وہ ایک ایسے وکیل تھے جنہوں نے قانون کے ذریعے کشمیری عوام کی آزادی اور انصاف تلاش کرنے کی کوشش کی، یوں ان کی قربانی کشمیری عوام کی جدوجہد کا ایک سنگ میل بن چکی ہے۔ ان کے قتل کے بعد بھی، ان کی وراثت اور ان کی جدوجہد زندہ ہے۔ وہ نہ صرف ایک وکیل بلکہ ایک عوامی رہنما بھی تھے جنہوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ قانون کے میدان میں بھی ظلم کے خلاف لڑا جا سکتا ہے۔ ایڈووکیٹ جلیل اندرابی کی شہادت کشمیری عوام کیلئے ایک ایسا دردناک لمحہ تھا جس نے دنیا بھر میں مقبوضہ جموں و کشمیر میں جاری انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو نہ صرف بے نقاب کیا، بلکہ انسانی حلقوں کو یہ احساس دلایا کہ کشمیری عوام کیسے بھارتی ریاستی دہشت گردی اور بربریت میں اپنے روز شب بسر کرتے ہیں۔ جلیل اندرابی کو عالمی سطح پر بعد از شہادت شہید انصاف کا لقب دیا جا چکا ہے، جس کے وہ حقدار اور مستحق تھے۔

# غزہ پیس بورڈ کے بعد کشمیر پیس بورڈ کا قیام بھی ناگزیر

**لاپتہ سائے، خون کی لالی، اور ہر وادی میں چھپی بے نام فریاد اب کشمیری پیس بورڈ کے طلوعی نغمے میں تبدیل ہونی چاہیے**

**اٹھتر سال کی صبر آمیز جدوجہد اور لاکھوں کشمیریوں کی قربانی اب اس وقت کی ضرورت ہے کہ کشمیری حق خود ارادیت کو عملی شکل دی جائے**

**غزہ کے امن کے بعد اگر دنیا واقعی سنجیدہ ہے تو کشمیر پیس بورڈ کو فوری قائم کرنا اب وقت کی سب سے اشد ضرورت ہے**

سید عمر اویس گردیزی

فضا کی اندھیری لوریوں میں، جب تاروں کی جڑیں زمین کی نرگسیت میں ڈوبتی ہیں اور پہاڑوں کے کانچن ریشم پر سایہ فگن ہوتا ہے، ایک نغمہ گمشدہ سا بلند ہوتا ہے، جو نہ زمین کے لیے ہے نہ آسمان کے لیے، بلکہ اُس انتظار کی صدا ہے جو صدیوں کی گرد میں دبک کر رہ گئی۔ جہاں غزہ کے گلزاروں میں صلح کی نقوش، بادلوں کے پردوں سے ٹپک رہے ہیں، وہاں ایک وادی ایسی ہے جو بے آواز چیختی ہے، جس کے پانی میں خون کی ہلکی لہریں، تاروں کی چمک سے لپٹ کر سرگوشی کرتی ہیں، اور ہر کانچن پتھر گویا پیس بورڈ کے آئینے میں اپنی جھلک تلاش کر رہا ہے۔ یہاں ہوا بھی کوئی رقص نہیں کرتی، بلکہ پرسکون تنہائی کے دائرے میں گھومتی ہوئی سوالوں کی کہانی سناتی ہے، اور ہر جڑ، ہر شاخ، ہر گھاٹی ایک صبر کی تمثیل بن کر عالمی ضمیر کی کانچن جھلک پر پڑتی ہے۔ جہاں غزہ میں صلح کے مجسمے رکھے جاتے ہیں، وہیں کشمیر کے ویرانے میں ایک بے نام پیغام چھپا ہوا ہے، جو لفظوں کے سحر میں لپٹا، صرف وہی سمجھ سکتا ہے جو خون اور انتظار کے لٹکتے ہوئے سایوں کو پڑھ سکتا ہو۔ یہ کوئی زمین یا جغرافیہ نہیں، بلکہ ایک متوازی آئینہ ہے، جس میں تاریخ، قربانی اور غداری کے بادل اپنی لہر میں لپٹے ہوئے ہیں۔ ہر کانچن ندی، ہر بوسیدہ پتھر، ہر لاپتہ سایہ گویا ایک غیر مرئی مجلس میں موجود ہے، جہاں صدیوں کے خواب اور صدیوں کا خون ایک ہی سانس میں سانس لیتے ہیں، اور عالمی عدالت کے مہر لگائے بغیر، خود ہی اپنی سرکشی کی صدا بلند کرتے ہیں۔

اگر صلح اور امن ممکن ہے، اگر انسانی ضمیر کی سنجیدگی کو کھوجا جاسکتا ہے، تو وہ کس سبب سے اب تک اس وادی کی صدا پر کان نہیں دھرتے، اور کب تک ایک بے نام پیس بورڈ کی تشنگی، خون کی لالی میں غرق رہیگی؟ یہاں ہر دھواں، ہر راکھ، ہر چھپی ہوئی قبر ایک غیر مرئی صلح کی درخواست کی نمائندگی کرتی ہے، جو نہ کسی مہر کی محتاج ہے نہ کسی عدالت کی تابعداری کی۔ بس صبر اور استقامت کی لہر میں جھولتی ہوئی، ایک آئینہ ہے جو عالمی ضمیر کے رخ کو گھما کر، ایک ناقابل فہم، پراسرار اور پیچیدہ سوال اٹھاتا ہے۔ غزہ پیس بورڈ ممکن ہے، تو کشمیر پیس بورڈ کیوں نہیں؟ وہ وادی کشمیر، جس کی فضا کبھی چاندنی کی نرم روشنی اور گلابوں کی نرگسیت سے مہک اُٹھتی تھی، آج ایک خاموش صحرائے خون بن چکی ہے، جہاں ہر درخت، ہر پتھر، ہر گھاٹی ایک سنسنی خیز سرگوشی سناتا ہے اور ہر ندی کی پانی کی روانی گویا انسانی درد کی لامتناہی صدا ہے۔ ہوا کے ہر جھونکے میں آزادی کی تمنا کی خوشبو بکھری ہوئی ہے۔ یہ وہ زمین ہے جسے فطرت نے اپنی سب سے مہربان نوازشوں سے آراستہ کیا تھا، مگر تقدیر نے اسے ظلم و جبر کی دلدل میں دھکیل دیا، اور یہاں کی ہر سانس، ہر دھڑکن، ہر قدم ایک انسانی المیے کا گواہ بن گیا ہے۔ یہ وادی جس کے پہاڑ کبھی سکون کی چادر بچھا کر ستاروں کے ساتھ سرگوشیاں کرتے تھے، آج ہجر اور مصائب کی ویرانی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ہر گوشہ، ہر بستر، ہر گھر ایک داستان بے بسی بیان کرتا ہے، اور ہر ایک کردار گویا تاریخ کے صفحات میں خون کے حروف سے کندہ ہے۔ یہاں کے باسی، جو کبھی صبح کے نوری مسکراہٹ سے لطف اندوز

ہوتے تھے، آج خوف کی سائے دار فضا میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، اور ہر آنکھ کی نمی، ہر دل کی دھڑکن ایک بے مثال صبر کی کہانی بیان کرتی ہے، جسے سننا اور سمجھنا ہر انسان کے لیے اعزاز و امتحان کا سبب ہے۔ یہ وہ زمین ہے جس کی ندیوں کی روانی، جو کبھی محبت اور سکون کی پیامبر تھی، آج انسانی خون کی لہروں میں بہہ رہی ہے، اور ہر پانی کا قطرہ گویا ہزاروں کشمیری نوجوانوں کی قربانیوں کی صدا ہے۔ گمنام قبریں، لاپتہ افراد، زندہ قیدی، اور ہر روز سینکڑوں معصوم جانیں اس حقیقت کی علامت ہیں کہ کشمیر کی آزادی ایک محض خواب نہیں، بلکہ انسانی

وقار، صبر اور قربانی کی لافانی داستان ہے۔ ہر گھاٹی، ہر وادی، ہر گلی ایک صحنہ پیش کرتی ہے جس میں انسانی صبر اور حوصلے کی انتہا دیکھی جا سکتی ہے، مگر دنیا کی نظروں سے یہ المیہ اکثر پوشیدہ رہتا ہے۔

اس بار کی میری تحریر، اسی زمین کی صدا ہے جو ستر سال سے زائد عرصہ تک خون میں بھیگی ہوئی ہے، اور جو آج بھی آزادی کی روشنی کے لیے اپنی آواز بلند کیے ہوئے ہے۔ یہاں کی فضائیں، یہاں کے پہاڑ، اور یہاں کی مٹی ہر لفظ میں ایک قوم کے عزم و ہمت کی گواہی دیتی ہیں، اور ہر سننے والے کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ انسانی ضمیر کے زخموں کو نہ صرف دیکھے بلکہ ان پر غور کرے۔ یہ زمین، یہ وادی، یہ پہاڑ اور یہ خون کی لالی، سب مل کر ایک ایسی داستان رقم کرتے ہیں جو دنیا کے ہر ضمیر کو جھنجوڑ دینے کی طاقت رکھتی ہے، اور ہر قاری کے دل میں ایک لامتناہی درد اور امید کی ملی جلی کیفیت پیدا کرتی ہے۔ وہ وادی جس کی فضا کبھی گلزار رنگوں، شبنم کی ٹپکتی موتیوں کی خوشبو، اور ندیوں کے مدھر سرگوشیوں سے معمور تھی، آج ایک زندہ المیہ کے روپ میں ڈھلی ہوئی ہے، جہاں ہر درخت، ہر پتھر، ہر پہاڑ اور ہر گھاٹی کشمیری کی بے بسی اور خون کی سرخی کی داستان سناتا ہے۔ یہاں کے باسی، جو کبھی فطرت کے حسن کی آغوش میں خوشی سے جیتے تھے، اب خوف اور اذیت کے سایوں تلے سانس لے رہے ہیں، اور ہر گلی، ہر مکان، ہر بازار ایک لامتناہی صحنہ ہے جہاں انسانی المیے کی کہانیاں ہزاروں سال تک گونجتی رہیں گی۔ ستر سالہ ظلم کی داستان، گمنام قبریں، لاپتہ جوان، اسیران کشمیری اور ہر روز سینکڑوں معصوم شہداء کی قربانیوں نے اس زمین کو خون کی سرخی میں رنگ دیا ہے، اور ہر آنکھ جو ان مظالم کو دیکھتی ہے، اسے انسانی ضمیر کے عمیق زخموں کی یاد دلاتی ہے۔ یہ زمین جس نے کبھی محبت، امن اور سکون کی تصویر بنائی تھی، آج خون اور درد کی کتاب بن چکی ہے، اور اس کے ہر لفظ میں ایک پوری قوم کی انتھک جدوجہد اور قربانی کے نشانات موجزن ہیں۔ یہی وہ زمین ہے جہاں آزادی کی تمنا نے ہر کشمیری کی روح میں جڑیں پکڑی ہیں، جہاں سید علی شاہ گیلانی اور دیگر بزرگ رہنماؤں کے خواب آج بھی زندہ ہیں، اور جہاں ہر نوجوان، ہر خاندان اور ہر مایوس دل آج بھی اس امید کی روشنی میں جل رہا ہے کہ ایک دن بھارت کے قبضے کی زنجیریں ٹوٹیں گی اور کشمیری عوام کو ان کا جائز حق ملے گا۔ اس خواب کو سات دہائیوں سے زندہ رکھنے والی قربانیوں کی داستانیں لاکھوں شہداء، زخمی، لاپتہ افراد اور ظلم کی دلدل میں دبے ہوئے خاندانوں کی کہانیوں میں چھپی ہوئی ہیں۔ غزہ میں فلسطین کے لیے جو امن

بورڈ قائم کیا گیا، اگر فلسطین کے لیے یہ ممکن ہے تو کشمیر کے لیے کیوں نہیں؟ ستر سال سے کشمیری عوام بھارتی قبضے، مظالم، انسانی حقوق کی پامالی اور ظلم و جبر کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ لاکھوں شہداء، زخمی اور لاپتہ افراد اس حقیقت کے گواہ ہیں کہ کشمیر کی آزادی صرف ایک خواب نہیں، بلکہ ایک انسانی ضرورت ہے، جسے نظرانداز کرنا انسانی ضمیر کے لیے ایک شرمناک فعل ہے۔ آج عالمی برادری کے لیے یہ سوال سب سے اہم ہے کہ اگر فلسطین کے لیے عالمی امن بورڈ ممکن ہے تو کشمیر کی آزادی کے لیے ایسا اقدام کیوں نہیں ہو رہا۔

بھارت کے مظالم کی داستان کو بیان کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ ہر دن، ہر گھڑی، ہر لمحہ کشمیری عوام کے لیے ایک آزمائش ہے۔ نوجوانوں کو سیاسی وجوہات کی بنا پر گرفتار کیا جاتا ہے، کئی کو ماورائے عدالت قتل کیا جاتا ہے، اور ہزاروں افراد لاپتہ ہیں، جن کی بازیابی آج بھی ایک خواب ہے۔ خواتین پر ظلم و تشدد کے واقعات، بچوں کی تعلیم پر پابندیاں، اور شہریوں پر مسلسل خوف و دہشت کا سایہ ایک انسانی المیے کی نشاندہی کرتا ہے، جو ستر سال سے جاری ہے۔ یہ حقیقت انسانیت کے لیے ایک انتباہ ہے کہ کس طرح ایک پوری قوم کی زندگی اور تقدیر کو مسلسل پامال کیا جا رہا ہے اور عالمی برادری خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ شہداء کشمیر کی قربانی اور حریت رہنماؤں کے خواب کشمیری عوام کے لیے روشنی کی مانند ہیں۔ سید علی شاہ گیلانیؒ اور دیگر حریت رہنماؤں نے آزادی کے خواب کو زندہ رکھا اور ہر کشمیری کی روح میں یہ پیغام بٹھایا کہ خون کے بغیر آزادی ممکن نہیں۔ یہ قربانیاں صرف سیاسی یا نظریاتی نہیں بلکہ انسانی وقار اور بنیادی حقوق کی نمائندگی کرتی ہیں۔ لاکھوں کشمیری ہر دن اپنے خون کی قیمت دے کر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ آزادی صرف ایک حق نہیں، بلکہ زندگی کی بنیاد ہے۔ نوجوانوں کی جانیں قربان کرنے کی داستان، خاندانوں کی صبر آمیز جدوجہد، اور ہر فرد کی امن کی تمنا ایک ایسا صحنہ پیش کرتی ہے جو عالمی ضمیر کو جھنجوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کی متعدد قراردادوں نے کشمیری عوام کے حق میں آواز بلند کی، مگر بھارت کی مسلسل ہٹ دھرمی کی وجہ سے عملی اقدامات ممکن نہ ہو سکے۔ یہ قراردادیں کشمیری عوام کے حق خودارادیت اور انسانی حقوق کی بحالی کے لیے عالمی سطح پر اہمیت رکھتی ہیں، لیکن بھارت نے ہمیشہ ان کی خلاف ورزی کی۔ دنیا کے سامنے یہ سوال ہے کہ کس طرح ایک پوری قوم کی امیدوں اور قربانیوں کو نظرانداز کیا جا سکتا ہے اور انسانی ضمیر کے زخموں پر مرہم نہیں رکھا جا سکتا۔

اگر امریکہ واقعی سنجیدہ ہے تو وہ پاکستان کے ساتھ تعاون کر کے کشمیر کے لیے بھی فوری امن بورڈ قائم کر سکتا ہے۔ اس اقدام سے نہ صرف کشمیری عوام کے حقوق کی عملی ضمانت ہوگی بلکہ ایشیائی امن کے لیے بھارت کے جنگی جنون کو کم کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ملے گا۔ آزاد کشمیر کی حکومت اور قیادت کی اولین مانگ یہی ہونی چاہیے کہ کشمیری عوام کی جدوجہد کو عملی شکل دی جائے اور عالمی سطح پر ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ فیلڈ مارشل جنرل سید عاصم منیر اور وزیر اعظم شہباز شریف کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ امریکی صدر سے فوری طور پر یہ مطالبہ کریں کہ کشمیر کے لیے امن بورڈ قائم کیا جائے۔ یہ اقدام نہ صرف پاکستان کی عالمی عزت بڑھائے گا بلکہ کشمیری کی آزادی کے لیے عملی بنیاد فراہم کرے گا۔ آزاد کشمیر کی قیادت کے لیے سب سے اہم مطالبہ یہی ہونا چاہیے کہ کشمیری عوام کے حقوق کی بحالی کی عملی ضمانت دی جائے، تاکہ وہ ستر سالہ جدوجہد کے بعد اپنے حق پر آزادانہ طور پر زندگی گزار سکیں۔ یاسین ملک کی رہائی کشمیری عوام کے لیے

ایک ضروری اقدام ہے۔ اگر وہ قید میں رہیں تو خطہ خونی تصادم کی لپیٹ میں آ سکتا ہے، اور حالات قابو سے باہر ہو جائیں گے۔ یہ عالمی برادری کے لیے ایک انتباہ ہے کہ کشمیری عوام کی جدوجہد محض سیاسی بیانات نہیں بلکہ لاکھوں کشمیریوں کی زندگیوں سے جڑی حقیقت ہے۔

آزاد کشمیر کی حکومت، عالمی برادری، اور ہر کشمیری کی نظریں اس اقدام پر ہیں کہ وہ کشمیری عوام کے حق میں عملی اقدامات کرے، تاکہ یہ خون سے لکھی گئی داستان انصاف کی روشنی میں مکمل ہو۔ کشمیر کی ہر وادی، ہر گلی، ہر گھر ایک داستان سناتا ہے۔ ہر پتھر، ہر درخت، ہر ندی آزادی کی تمنا لیے ہوئے ہے۔ ہر نوجوان کشمیری کی جان قربانی کے لیے تیار ہے۔ ہر ماں، ہر باپ، ہر بہن اور بھائی دنیا کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ کشمیر کی آزادی صرف ایک خواب نہیں بلکہ انسانی ضرورت ہے۔ یہ وہ زمین ہے جہاں ہر دن خون بہتا ہے، لیکن امید کی روشنی بھی زندہ ہے، اور یہ روشنی وہ ہے جو عالمی ضمیر کو جاگنے پر مجبور کرے گی۔ آزاد کشمیر کی قیادت اور حکومت کی اولین مانگ یہی ہونی چاہیے کہ کشمیر پیس بورڈ قائم کیا جائے۔ امریکہ کو چاہیے کہ وہ پاکستان کے ساتھ مل کر عملی اقدامات کرے۔ یہ اقدام نہ صرف کشمیری عوام کے حق خود ارادیت کی ضمانت دے گا بلکہ ایشیا میں امن کے لیے بھی ایک مؤثر قدم ثابت ہوگا۔ دنیا کے ممالک، خاص طور پر امریکہ، کو چاہیے کہ وہ کشمیری عوام کے حقوق کی بحالی کے لیے عملی اقدامات کریں، تاکہ ستر سال سے جاری قربانیوں کو عملی شکل دی جا سکے اور بھارت کے قبضے کا خاتمہ ہو۔ یہ وقت ہے کہ دنیا اپنی نظریں کشمیری عوام کی طرف کرے اور عملی اقدامات کرے۔ بھارت کے قبضے کو ختم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔ کشمیری عوام کی جدوجہد صرف آزادی کی نہیں بلکہ انسانی حقوق اور انصاف کی بھی ہے۔ اگر فلسطین کے لیے امن بورڈ ممکن ہے تو کشمیر کے لیے بھی یہ اقدام ہونا چاہیے۔ یہ اقدام عالمی ضمیر کو جھنجوڑے گا، کشمیری قربانیاں ضائع نہیں ہوں گی، اور آزادی کے خواب کو حقیقت میں بدلا جا سکے گا۔

اگر فلسطین میں امن ممکن ہے تو کشمیر میں کیوں نہیں؟ اگر انسانی ہمدردی کے آئینے دنیا کو دکھا سکتے ہیں تو بھارتی ظلم و جبر کے عریاں چہرے کے سامنے کیوں نہیں؟ اب وقت آ گیا ہے کہ کشمیری عوام کی آواز کو محض سنا نہ جائے بلکہ اُس پر عمل کیا جائے، تاکہ وادیوں میں چھپی ہوئی ہر سرگوشی، ہر خون سے بھیگی ہوئی قبر، اور ہر لاپتہ سایہ عملی آزادی کے طلوع نور میں بدل جائے۔ یہ وہ لمحہ ہے جب عالمی ضمیر جاگے، پاکستان اور دیگر آزاد ممالک کشمیری قوم کے ساتھ کھڑے ہوں، اور ستر سالہ غلامی اور قربانی کے بعد کشمیر کو اس کے اصل حق خود ارادیت کی روشنی میں زندہ کیا جائے۔ یہ وقت کی ضرورت ہے کہ کشمیری عوام کے لیے پیس بورڈ قائم کیا جائے، تاکہ یہ زمین جو کبھی فطرت کے حسن سے مزین تھی، اب آزادی، انصاف اور امن کی لالی سے منور ہو جائے، اور دنیا یہ سمجھے کہ انسانی حقوق کا تقاضا ہر زمین، ہر قوم اور ہر انسان کے لیے یکساں ہے۔

# اقبال کا شاہین ۔۔۔ محمد اقبال (رح)

فاروق قیصر

یہ سنہ 2000 کی بات ہے میں نے اپنے ایک دوست فیروز احمد (شہید) کے ہمراہ فارورڈ کہوٹہ کا سفر کیا، فیروز احمد اپنے چند ساتھیوں سمیت وادی پر خار میں اترنے کے لیے پر تول رہے تھے۔ گرم مورچوں کی طرف رخت سفر باندھنے تک چند دن ان کے ساتھ ہی سرحدی علاقے کے قریب ایک مخصوص ٹھکانے پر ہی ٹھہرنا پڑا۔ وہاں مجھے ایک خوب رو جوان سے ملاقات ہوئی جس کا نام قیصر اقبال المعروف محمد اقبال تھا مسکراتا چہرہ،، دراز قامت، چست وفولادی جسم کے مالک اس جوان کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، میں نے اسے بہت ہی خوش اخلاق ,خوش مزاج اور خوش گفتار انسان پایا۔ ان سے ملنے والا ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے اپنائیت محسوس ہونے لگی، پھر زندگی بھر ان کے ساتھ گزرے گوشگوار لمحے ہمیشہ دل میں ایک حسین یاد کی مانند زندہ رہے جسے بھلایا نہیں جا سکتا۔ کچھ لمحے، کچھ قہقہے، اور دوستوں کی سنگت، یہی تو ہیں زندگی کی سب سے خوبصورت یادیں۔ اکثر شام کے وقت ہم سب ساتھی ایک ہی جگہ جمع ہو کر بیٹھتے تھے، سرد شاموں کا موسم تھا، دوستوں کی جدائی کا احساس شام کے وقت کچھ زیادہ ہی جاگ جاتا تھا، دل عجیب سی بے چینی سے بھر جاتا تھا جسے دور کرنے کے لیے ہم باہر ایک چھپر تلے آگ سینکتے خوب گپ شپ کرتے تھے۔ اقبال بھائی کی شمولیت سے اس محفل کا لطف دوبالا ہو جاتا تھا، وہ مجاہدین کو بور ہونے نہیں دیتے انہیں خوش رکھنے کے لئے طنز و مزاح کی محفل ایسے جماتے تھے کہ وہ محفل عفران زار بن جاتی تھی۔۔۔ ہر ساتھی کو اقبال صاحب کے ساتھ بے حد عقیدت تھی لحاظہ ہر نگاہ میں ان کی قدر و منزلت تھی اور وہ بھی ہر ساتھی کا اپنے شفیق بھائیوں کی طرح خیال رکھتے تھے۔ اس مخصوص جگہ پر اکثر وہ ساتھی موجود رہتے تھے جو اگلے محاذوں کی طرف جانے کے لئے کمر بستہ رہتے تھے، چونکہ محمد اقبال ان چند مجاہدین میں شامل تھے جو اس علاقے کے ان راستوں سے خوب واقف تھے جہاں سے مجاہدین کو سرحد عبور کر کے دوسری طرف میدان کارزار میں پہنچنا ہوتا تھا۔ اس لیے پار جانے والے مجاہدین سخت اور دشوار

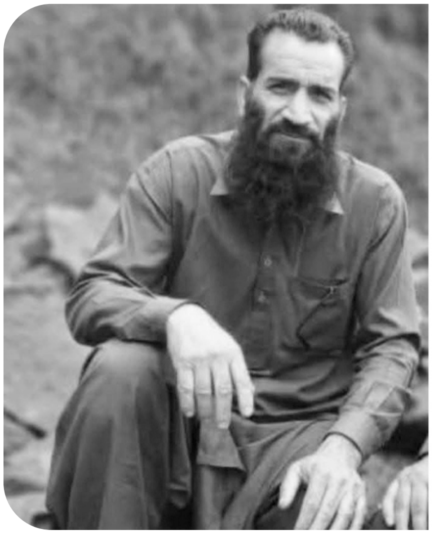

راستوں اور آنے والے حالات کے بارے میں آگاہی و رہنمائی کے لیے محمد اقبال سے ہی مشورہ کرتے تھے۔ محمد اقبال عمل کے پیکر تھے، تنظیم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے مجاہدین کے ہر گروپ کی حفاظت کے لیے نصف منزل تک ہی نہیں بلکہ سرحد عبور کر کے انہیں وادی کے نظم کے حوالے کرنے کی ذمہ داری بھی نبھاتے تھے۔ تنظیم کے حکم پر ہی انہوں نے راہبری و رہنمائی کے فرائض تقریباً دس برس تک انجام دیتے ہوئے تحریک میں ایک نام پیدا کیا۔ اس عرصے میں جن مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑا اسے حوصلے اور صبر کے ساتھ برداشت کیا اور کبھی بھی کوئی لغزش ان سے سرزد نہیں ہوئی۔ تنظیم کو جب بھی لانچنگ کے حوالے سے آپ کے مشوروں کی ضرورت پڑی آپ نے ہر حکم پر سر تسلیم خم کیا اور ہمیشہ مفید مشوروں سے نوازا۔ جتنے بھی ساتھیوں نے میدان کارزار میں جانے کے دوران آپ کے ساتھ سفر کیا وہ اکثر انہیں اچھے القاب سے یاد کرتے تھے۔ یہ انکا ہنر تھا کہ دشوار گزار راستوں کو اور کانٹوں بھری راہ کو وہ اپنے خوش مزاجی سے گلزار بناتے تھے۔ مشکل لمحات میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ بارڈر کا سفر ہی ایسا ہوتا ہے جہاں دشمن ہر وقت گھات لگائے بیٹھا ہوتا ہے، غلطی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی، ایک معمولی سی غلطی بڑے جانی نقصان سے دوچار کر سکتی تھی، ہر مرحلہ صبر آزما ہوتا ہے لیکن ان سخت مراحل میں بھی اگر کوئی حکم بھی دینا ہوتا تو وہ نرمی سے ساتھیوں کو سمجھاتے تھے یوں ان کے ساتھ کیا ہوا سفر یادگار بن جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی ساتھی محمد اقبال کے ساتھ سفر کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ انہوں نے دسیوں بار پر خار راستوں کا انتخاب کر کے خونی لکیر کو روند کر تنظیم کے چند زعماؤں سمیت درجنوں مجاہدین کو سرحد عبور کر کے اپنی منزل تک پہنچانے میں ایک کلیدی رول ادا کیا ہے اس کردار کو کبھی بھلایا نہیں جائے گا۔ یہاں ایک ان ایک کارنامہ یاد آ رہا ہے کہ انہوں نے اور ان کی ٹیم نے سرتوڑ کوشش کر کے لانچنگ کے لیے دشمن کی نظروں سے اوجھل ایک محفوظ راستے کو دریافت کیا جس میں ایسی پناہ گاہیں بنائیں تھیں کہ مشکل صورت میں اگر گروپ کو ٹھہرنا بھی پڑے تو کوئی رکاوٹ نہیں تھی، ساتھی کچھ وقت ستانے کے بعد آسانی سے اگلے مورچوں کی رواں دواں ہوتے تھے۔ وقت کی آلائشوں سے آزاد ہو کر پوری ٹیم نے کافی محنت سے ایک ایک چیز کی چھان بین کی کئی کئی ہفتے انہوں نے برف پوش بلند و بالا پہاڑوں پر گزاری جہاں دشمن ہر وقت چوکس رہتا تھا خوف کے سائے ہر وقت سر پر منڈلاتے رہتے تھے لیکن ان کی ہمت کبھی بھی پست نہیں ہوئی، ان شاہین

صفت مجاہدین نے غیریت مندی اور خودداری کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے ہوشیاری کے ساتھ اپنا مسکن چٹانوں اور بلندیوں پر ہی بنایا تھا۔ وہ آسمان کی نیلگوں کی وسعتوں اور چوٹیوں کو مسخر کرتے رہے اور اپنی منزل کی طرف بڑھتے ہی گئے یہاں تک کہ ایک برس کی محنت کے بعد کامیابی نے ان کے قدم چومے اور وہ اس محفوظ راستہ کو بنانے میں کامیاب ہوئے۔ بلند کردار ہمالیائی عزم رکھنے والی اس ٹیم کے ہر فرد کو اگر پہاڑوں کا بیٹا کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
تیرے سامنے آسمان اور بھی ہیں

حزب المجاہدین کے رہبری کے فرائض انجام دینے والے مجاہدین کی شہادتوں کا گراف جب بلند ہونے لگا تو تنظیمی منصوبوں میں ایک منصوبہ یہ بھی شامل تھا کہ مجاہد محمد اقبال اور اسکی ٹیم کی طرح ہر سرحدی علاقے میں تربیت یافتہ مجاہدین کا ایک گروپ موجود ہو جو خود اپنے لیے راستے اور محفوظ پناہ گاہیں تلاش کرے تاکہ خونی لکیر عبور کرنے کے دوران طویل اور دشوار گزار سفر کو مجاہدین کے لئے کسی حد تک آسان ہو۔ اس حوالے سے حزب المجاہدین نے ایک کیمپ تشکیل دیا تھا جو مودودیؒ کیمپ کے نام سے مشہور تھا۔ اس کیمپ کی کمان شہید کمانڈر برہان الدین حجازیؒ نے سنبھالی تھی جس میں محمد اقبال کی طرح درجنوں مجاہدین کو سخت جان بنانے کے لیے اعلیٰ تربیتی مرحلوں سے گزار کر برف سے ڈھکے بلند و بالا پہاڑوں کو سر کرنے کے لیے ہائی آلٹیٹیوڈ (بلند پہاڑی مقامات) کورسز، جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ جیسے نقشہ نویسی اور جی پی ایس نیویگیشن جیسے کورسز کروائے جاتے تھے تاکہ مجاہدین خود نقشوں کے ذریعے ان پر خطر سرحدوں کو کسی بھی وقت کسی بھی مہم کے دوران آسانی سے عبور کرسکیں۔ اس سلسلے میں بہت سے مجاہدین اس کام کے لئے تیار ہوئے اور انہوں نے مجاہدین کے سفر کو آسان بنانے کے لیے نئے راستے کھولے کٹھن مراحل میں تنظیم کے لئے آسانیاں پیدا کیں ان ہی شیر دل مجاہدین میں محمد اقبال بھی شامل تھے جنہوں نے ضلع پلوامہ کے بنڈزو علاقے کے ایک دینی گھرانے میں 1971 میں جنم لیا، نوجوانی میں ہی دین کی طرف راغب ہوئے، دینی شعور پیدا ہوتے ہی فکری و عملی تربیت سے جڑ گئے اور جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی بھارتی فوج کے خلاف برسرپیکار مقبوضہ کشمیر کی سب سے بڑی مقامی تنظیم حزب المجاہدین میں شمولیت اختیار کی۔ اکتوبر 1990ء میں برف پوش چٹانوں اور سخت دشوار گزار راستوں سے گزر کر خونی سرحد کو عبور کرتے ہوئے آزاد کشمیر پہنچے۔ یہاں تنظیمی تربیت نے آپ کی کردار سازی میں ایک اہم رول ادا کیا۔ 1995 میں تنظیم کے حکم پر میدان جہاد میں عملاً قدم رکھا اور میدان کارزار میں مقامی نظم کے تحت اپنی جہادی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ میدان کارزار سے نظم کے حکم پر ہی دوبارہ بیس کیمپ تشریف لائے اور سرحدی علاقے فارورڈ کہوٹہ میں مجاہدین کی راہبری و رہنمائی کے فرائض کی ذمہ داری نبھانے کے لیے آپ ہی کا انتخاب کیا گیا۔ آپ نے اس فرض کو جسطرح نبھایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ امر و اطاعت کے پابند تھے۔ آپ نے تنظیم میں رہ کر ہمیشہ تنظیمی اصولوں کی پاسداری کی۔ آپ نہ صرف تنظیم بلکہ قوم کا قیمتی اثاثہ تھے، آپ کی خدمات تحریک آزادی کشمیر کا ایک خوبصورت باب ہے۔ ایک ماہ قبل آپ سے ملاقات ہوئی دور سے دوڑ کر آئے اور گلے ملے۔ آپ ہشاش بشاش نظر آرہے تھے۔ اس وقت نہیں لگ رہا تھا کہ آپ کسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ آپ کو ایک موذی مرض کی تشخیص ہو چکی تھی جس کا علم بعد میں ہوا لیکن آپ کے کمال صبر کی داد دینی ہوگی آپ نے مجھ سے اس کا اظہار تک نہیں کیا۔ صرف دو ماہ ہی گزرے تھے آپ کا علاج چل رہا تھا اس دوران بھی کسی کو نہیں بتاتے تھے کہ آپ کن سنگین حالات سے گزر رہے ہیں، جو کچھ پیش آیا اس سے اللہ کی طرف ایک آزمائش سمجھ کر ہنسی خوشی قبول کیا۔ 3 فروری 2026ء کی تاریخ تھی ہم دفتر سے گھر کی طرف واپس آرہے تھے کہ راستے میں میرے ساتھ ہی بیٹھے حیدر بھائی کو ایک فون کال موصول ہوئی، وہ بات کر رہے تھے اور اس کے چہرے کے تاثرات بدل رہے تھے، لگ رہا تھا کہ کوئی کوہ غم ٹوٹنے والا ہے۔ ان کی زبان سے بے اختیار انا للہ و انا الیہ راجعون کے کلمات نکلے اور ساتھ ہی کہا کہ اقبال صاحب وفات پاگئے۔ گاڑی میں بیٹھے دیگر ساتھی جن میں قاری مصعب الحق بھائی بھی شامل تھے اس خبر کو سن کر سکتے میں آگئے اور سب کے دل پسیج سے گئے۔ یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ کیا واقعی ہر ایک کو ہنسانے والا، ہر دلعزیز، غمخوار سبھی کا یار، زندہ دل انسان اپنے چاہنے والوں کو داغ مفارقت دے گیا۔ مگر اللہ کو جو منظور ہو اسے بھلا کون ٹال سکتا ہے۔ آپ کے کارنامے ہی ایسے تھے کہ ہر ایک یہ داد دینے پر مجبور ہے کہ آپ واقعی اقبال کے شاہین تھے۔ آپ تین دہائیوں سے بھی زیادہ عرصے تک جہاد کے راستے پر گامزن رہے۔ ہمیشہ تحریک آزادی کشمیر کی آبیاری کی اور آخری لمحے تک اسی جہادی کارواں کے ساتھ وابستگی رکھی اور اسی راہ میں چلتے چلتے اپنی جان جاں آفرین کے حوالے کی۔ آپ کی نماز جنازہ حزب المجاہدین کے امیر سید صلاح الدین احمد نے پڑھائی اور اس موقعہ پر آپ کی جہادی زندگی کے کلیدی کردار کر سراہتے ہوئے آپ کو خراج عقیدت پیش کیا۔ جنازے میں نائب امیر حزب المجاہدین محمد سیف اللہ خالد سمیت بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ آخری دیدار کرنے کے بعد قوم کے اس عظیم سپوت کو اسلام آباد کے مقامی قبرستان میں نمناک آنکھوں کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔

# شبِ قدر۔۔۔قدر و منزلت اور عظمت و اہمیت والی رات

خواجہ محمد شہباز

’’ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔اور تم کیا جانو شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے اِذن سے ہر سلامتی کا حکم لیکر اترتے ہیں۔یہ رات سراسر سلامتی ہے طلوعِ فجر تک۔‘‘القرآن

لفظ قدر کے معنی ہیں تقدیر،تدبیر،قیمت،مقام۔اسکی نسبت ایک عظیم کائناتی واقعہ سے ہے یعنی نزول قرآن وحی اور رسالت کا واقعہ۔یہ بندوں کی زندگی کے لیے کئی وجوہ سے انتہائی اہم ہے۔شب قدر انتہائی قدر و منزلت والی رات ہے، یہ تقدیر ساز رات ہے۔اس میں تقدیروں کے فیصلے ہوتے ہیں۔اس لئے کوئی معمولی رات نہیں بلکہ قسمتوں کے بننے بگڑنے کی رات ہے۔اللہ کا فرمان ہے:’’ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا‘‘اور یہی اس شب کا سب سے بڑا راز ہے۔یعنی نزول قرآن مجید۔قرآن مجید محض کتاب نہیں،ایک عظیم مشن ہے دنیا کی تقدیر بدلنے کے لیے۔سورہ قدر کا موضوع قرآن مجید کی اہمیت اور قدر و منزلت کو اجاگر کرنا اور آگاہ کرنا ہے۔سورہ قدر کو قرآن مجید کی ترتیب میں سورہ علق کے بعد رکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس کا آغاز غارِ حرا میں سورہ علق کے نزول سے ہوا،وہ رات کتنی اہم ہے کہ اس میں نہ صرف تقدیروں کے فیصلے ہوتے ہیں بلکہ جلیل القدر کتاب کا نزول بھی ہوا اور امام الانبیاء محمد الرسول اللہ ﷺ کی بعثت کا اعلان بھی ہوا۔شب قدر کی عظمت انسانی فہم وادراک سے بالاتر ہے۔اللہ کا فرمان ہے ’’اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟‘‘یہ شب افسانوں اور طلسمی کہانیوں کی محتاج نہیں ہے۔اسکی عظمت خود ربِ کائنات نے مقرر فرمائی ہے۔یہ حدیث سے بھی ثابت ہے اور قرآن خود گواہ ہے۔سورہ دخان آیت نمبر ۳ میں اللہ کا ارشاد ہے:’’ہم نے اس بابرکت قرآن مجید کو بڑی خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔‘‘شب قدر نورانی رات ہے اس رات کائنات کے اندر نور کا اضافہ کیا گیا،ہر سو سلامتی پھیلائی گئی،انسانی ضمیر پر وحی کی روشنی ڈالی گئی ،زندگی منورو مبارک ٹھہری ۔وہ عقائد تصورات ،شریعت اور آداب سکھائے گئے جو امن و سلامتی کے ضامن ہیں۔شب قدر خیر و برکت والی رات ہے،اس کی قدر و منزلت خود رب العالمین نے بیان فرمائی ہے:’’شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے‘‘۔تمام دنیائے کفر کو متنبہ کیا گیا کہ نادانو! جس

وحی کو تم مصیبت اور بلاء سمجھتے ہو وہ وحی جس رات میں اتری وہ ہزار مہینوں سے زیادہ بابرکت ٹھہری۔یعنی انسانی تاریخ کے ہزار ہا مہینے بھلائی کا وہ کام نہ کرسکے جو اس ایک رات میں ہوا۔ذرا غور کیجیے جب یہ رات اتنی بابرکت ٹھہری،تو اس میں نازل ہونے والا قرآن مجید کتنا بابرکت ہوگا اور وہ انسان کامل ﷺ کتنے بابرکت اور عظیم ہونگے جس کے دلِ مبارک پر یہ قرآن اترا۔شب قدر ایک انقلابی رات ہے۔اس رات نے اس کائنات کے اندر جو چھوڑا ہے،ہزار ہا مہینوں نے اس کا عشر عشیر بھی نہ چھوڑا۔آثار،انقلابات ،مقصد ،مقام ،قدر اور میزان۔شب قدر ملاقات کی رات ہے۔آسمانی اور زمینی مخلوقات کی ملاقات۔اللہ کا ارشاد ہے:ترجمہ’’اس رات میں اللہ کے حکم سے حضرت جبریلؑ اور فرشتے نازل ہوتے ہیں۔سلامتی کا ہر حکم لیکر اترتے ہیں‘‘۔امن ،سلامتی ،رحم،کرم،بخشش ،انعامات اور انوارات کے احکامات لے کر اترتے ہیں اور ہر بندہ مومن سے ملاقات کرتے ہیں۔

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ آسمانوں کے اوپر اس کنارے پر ہے جو جنت کے قریب ہے۔جنت کے اوپر عرشِ مجید ہے۔سدرۃ المنتہیٰ پر اتنے فرشتے ہیں کہ اللہ کے سوا ان کی تعداد کوئی نہیں جانتا۔ہر شاخ پر فرشتے ہیں اور وسط میں حضرت جبریلؑ ہیں۔شب قدر میں غروب آفتاب کے وقت اللہ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ زمین پر اُتر جاؤ۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق حضرت جبریلؑ ستر ہزار فرشتے اور نور کے چار جھنڈے لیکر زمین پر اُترتے ہیں۔ایک جھنڈا بیت اللہ پر ،دوسرا مسجد نبوی پر،تیسرا بیت المقدس پر اور چوتھا مسجد طورِ سینا پر نصب کرتے ہیں۔پھر زمین میں ہر طرف پھیل جاتے ہیں۔ہر مکان،خیمہ،کشتی،پتھر غرض جہاں بھی مسلمان موجود ہو وہاں فرشتے پہنچتے ہیں۔سوائے جس گھر میں کتا،خنزیر،شراب نشی ،بدکار اور مجسمے ہوں وہاں نہیں جاتے۔تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے امت کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔دوسری روایات میں ہے کہ آتش کدہ ،بت کدہ ،یہود و نصاریٰ کے معبد،کچرا کنڈی اور گھنٹی والے گھروں یعنی مندروں میں نہیں جاتے۔وہ مومنوں کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں جسکی علامت یہ ہوتی ہے کہ رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔دل نرم پڑ جاتا ہے،آنسو ٹپکتے ہیں۔(تفسیر ابن حاتم۔ج ۱۰)

حضرت جبریلؑ اور فرشتوں کا مومنوں کے ساتھ ملاقات کا سلسلہ اور امت کے لیے مغفرت کی دعاؤں کا سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے،جیسے کہ اللہ کا ارشاد ہے:ترجمہ’’یہ رات سراسر سلامتی ہے طلوعِ فجر تک‘‘شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے۔(بقیہ صفحہ نمبر :17)

## ہم کو نہیں قبول کوئی درمیان کی بات ۔۔

# غازی نصیب الدین شہید

مسرور ڈار

دنیا میں سب مرتے ہیں، مگر حقیقی موت وہی ہے جس پر زمانہ افسوس کرے۔ ایسی موت خوش نصیب لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ تقدیر اپنی جگہ، مگر عزم زندگی کو بھی بدل دیتا ہے۔ غازی نصیب الدین ایسے ہی بلند حوصلہ شخص تھے جن کا شعار تھا۔ جئیں تو غازی مرجائیں تو شہید۔۔ سحر ہم کو نہیں قبول کوئی درمیان کی بات۔ وہ حزب المجاہدین کے ڈپٹی سپریم کمانڈر رہتے۔ 6 مارچ 1997ء کو سرینگر میں ایک اہم نشست کے دوران انہیں اور ان کے ساتھیوں (منظور احمد خانؒ، فردوس کرمانیؒ، غازی الیاسؒ) کو گرفتار کرلیا گیا۔ غازی نصیب الدین سمیت ان عظیم مجاہدین کو خفیہ جگہ پر لے جایا گیا جہاں وحشیانہ تشدد کیا گیا۔ انہیں چارپائی سے باندھ کر مارا پیٹا گیا، گرم لوہے کی سلاخوں سے داغا گیا۔ خون، چربی اور پسینہ ایک ہو کر گرتا رہا۔ وہ قرآنی آیات پڑھتے ہوئے خاموشی سے سب سہتے رہے۔ رات بھر ناکام رہنے کے بعد 7 مارچ 1997ء کو فوجی افسر نے ان کے سینے میں کئی گولیاں اتار دیں۔ کلمہ پڑھتے ہوئے ان تمام کی روح پرواز کرگئی۔ غازی نصیب الدین کی لاش کو چھرگام اسلام آباد کے قریب سڑک کنارے پھینک دیا گیا۔ بھارتی میڈیا نے دعویٰ کیا کہ مقابلے میں مارا گیا۔ جب لوگوں نے لاش دیکھی تو پورے کشمیر میں سکتہ چھا گیا۔ دکانیں بند، کاروبار معطل۔ ہزاروں لوگ نیلو کولگام پہنچے۔ بھارتی فوج روک نہ سکی۔ حزب المجاہدین کے مجاہدین نے مختلف مقامات پر فوجی کیمپوں پر حملے کیے اور اپنے قائد کو خراج عقیدت پیش کیا۔ غازی نصیب الدین کا اصل نام محمد یوسف تھا۔ اسلام آباد ضلع کے گاؤں نیلو کولگام میں پیدا ہوئے۔ والدین نے اچھی تعلیم دی۔ اکنامکس میں ماسٹرز اور ایم بی اے کیا۔ مولانا محمد امین نقشبندی اور شیخ غلام حسن جیسے رہنماؤں سے متاثر ہو کر جہاد کی راہ اختیار کی۔ اعلیٰ آسائشوں کو چھوڑ کر 1990ء میں بیس کیمپ گئے، سخت تربیت لی اور واپس آئے۔ حزب المجاہدین نے انہیں ڈپٹی ڈسٹرکٹ کمانڈر اسلام آباد بنایا۔ 1992ء میں ڈپٹی ڈویژنل کمانڈر، اور 1993ء میں ڈپٹی سپریم کمانڈر مقرر ہوئے۔ کم عمری میں ہی یہ منصب سنبھالا کیونکہ صلاحیت غیر معمولی تھی۔ 1991ء میں بی جے پی کا کنیا کماری سے سرینگر تک کا یاترہ قافلہ تتر بتر کیا جس کی حفاظت کی ذمہ داری بھارتی فوج نے لی تھی۔ غازی نصیب الدین کی قیادت میں مجاہدین نے اس قافلے پر حملہ کیا۔ قافلہ تتر

بتر، مرلی منوہر جوشی رسوا ہو کر بھاگا۔ نیشنل ہائی وے پر متعدد کامیاب آپریشنز؛ سینکڑوں فوجی ہلاک۔ سرینگر، اسلام آباد، بارہمولہ، کپواڑہ، ڈوڈہ کے علاقوں میں مسلسل متحرک رہے۔ 1995ء میں بٹہ مالو کریک ڈاؤن کے دوران مجاہدین کی کمان کی ایک مرتبہ سرینگر میں نشست کے دوران باہر فائرنگ شروع ہوئی، مگر غازی صاحب نے کہا" اجلاس ختم کر کے ہی نکلیں گے"۔ الحمد للہ اللہ نے اس مرد درویش کی لاج رکھی۔ میٹنگ ختم ہونے کے بعد سب محفوظ نکلے۔ اسی طرح شوپیاں عالم گنج میں 100 مجاہدین فوج کے گھیرے میں آگئے۔ غازی صاحب کو وائرلیس پر اطلاع دی گئی۔ انہوں نے تسلی دی، ہمت دی اور یقین دلایا کہ ین شا اللہ سب بہتر ہوگا۔ راتوں رات سینکڑوں مجاہدین کو جمع کیا۔ صبح چار بجے گھیرے میں لینی والی بھارتی فورسز پر حملہ ہوا۔ انہیں کھلبلی مچ گئی۔ بیسیوں فوجی مارے گئے، کرنل سمیت درجنوں افسران ہلاک ہوئے۔ 13 مجاہدین شہید ہوئے، مگر باقی محفوظ نکلے۔ ان کی شہادت سے تنظیم کو بڑا نقصان ہوا، مگر جذبہ جہاد مزید بڑھ گیا۔ 10 مارچ کو وادی بھر میں ہڑتال رہی۔ انتقامی کارروائیوں میں مجاہدین کشمیر نے کپواڑہ سے ڈوڈہ تک سینکڑوں فوجی ہلاک کیے۔ ان کی جرات، مردانگی اور ثابت قدمی آنے والے مجاہدین کے لیے مثال ہے۔ غازی نصیب الدین سیماب صفت مجاہد تھے۔ نامساعد حالات میں بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حزب المجاہدین کو متحرک کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ ان کی شہادت نے نئے غازی پیدا کیے جنہوں نے مشن جاری رکھا۔ انشاء اللہ تحریک آزادی کامیاب ہوگی۔ اے اللہ! غازی نصیب الدین اور ان کے ان دیگر ساتھیوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما۔ تحریک جہاد کو نعم البدل دے۔ آمین!

(بقیہ: شب قدر)

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب قدر رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق رات ہے۔ 21، 23، 25، 27 یا 29 ویں رات''۔ طاق رات کا خاص تعین نہیں ہے تاکہ ہر طاق رات اللہ کے نیک بندے شب بیداری کریں اور اللہ سے مغفرت ورحمت طلب کریں۔ شب قدر انسانیت ضمیر، گھر، جماعت، ملک وقوم کی سلامتی ہے۔ یہ حقیقی سعادت وعظمت والی رات ہے۔ جب تک یہ نور مسلمانوں کے اندر چمکتا رہا یعنی قرآن، اسلام، نبوت اور شب قدر کا نور۔ تب تک مسلمان جہاں بھی گئے نور حق کی ضیا پاشیاں کرتے رہے۔ مگر وائے! اپنی جاہلیت اور بدنصیبی کی وجہ سے غفلت طاری ہوئی۔ مسلمان اس نور سے ناآشنا ہوئے تو دولت دنیا موجود ہوتے ہوئے انسان پریشان، امن، نیند، سکون اور اطمینان ختم ہوا، بھروسہ اور اعتماد ختم ہوا، انسان اپنے ہی بھائیوں کا قاتل ٹھہرا، امن کے نام پر فساد چھا گیا۔ اس سب کا صرف ایک ہی اور واحد علاج ہے، رجوع الی اللہ، رجوع الی الرسول، رجوع الی القرآن۔ مسلمان پھر شب قدر کے نور اور پیغام سے جڑ جائیں تو سارے مسائل حل ہوں گے۔ ان شا اللہ

# ہاں۔۔۔وقت بہت کم ہے

محمد احسان مہر

مشرق وسطیٰ میں سیاسی، سفارتی، عسکری دباؤ کا ماحول اور امریکی صدر کی دھمکیوں کہ ایران کے پاس وقت بہت کم ہے کے نتیجے میں لمحہ بہ لمحہ بدلتی ہوئی صورتحال اور بیک ٹو ڈپلومیسی کے تحت شروع ہونے والے مذاکرات خطے کے مستقبل پر کیا اثر ڈالتے ہیں، یا پچھلے سال کی طرح مذاکرات کے دوران ہی ایران کی جوہری تنصیبات اور بیلسٹک میزائل سائٹ پر حملہ شروع کر دیا جاتا ہے، ابھی کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہے، کیونکہ امریکہ ہمیشہ دوسروں کے گھر میں دروازے کے بجائے دیوار پھلانگ کر داخل ہوا ہے، اس لیے یہ کہنا کہ فقط بات چیت کے ذریعے یہ مسائل حل ہو جاسکتے ہیں ذرا مشکل ہو گا، لیکن موجودہ حالات میں خطے کی ایک (مزاحمتی تصویر) بھی واضح ہو رہی ہے، وہ یہ ہے کہ جارحانہ امریکی بیانات اور اقدامات کے مقابلے میں متوازن اور برابری کی سطح پر، اعتماد کے لہجے میں ایرانی مطالبات کی بھی کسی حد تک پزیرائی لیکن امریکی انتظامیہ ایران کی جوہری توانائی اور بیلسٹک میزائل ٹیکنالوجی کے خلاف ہر قدم اٹھانے کے لیے تیار نظر آتی ہے۔ امریکی وزیر خارجہ مارکو روبیو کا کہنا ہے کہ ایران کے جوہری ہتھیار امریکہ، یورپ، عالمی سکیورٹی اور خطے کیلئے خطرہ ہیں، مغرب اور امریکہ کے مشرق وسطیٰ میں موجود اسٹریجک مفادات اور سیکیورٹی خدشات کی وجہ سے ایران 44 سال سے عالمی ایٹمی توانائی ایجنسی کی نگرانی، اور امریکی اقتصادی پابندیوں کا سامنا کر رہا ہے، اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو بھی (امریکہ) پر زور دے رہے ہیں کہ وہ مذاکرات میں ایرانی افزودہ یورینیم کی دوسرے ملک منتقلی اور بیلسٹک میزائل پر ضرور بات کریں، جبکہ ایران کی دفائی کونسل کے سیکریٹری علی شمخانی کا کہنا ہے کہ مذاکرات میں ایران کی میزائل صلاحیتوں پر بات نہیں ہو گی، ان کا کہنا ہے کہ ایران کے خلاف محدود فوجی حملہ بھی جنگ کا آغاز تصور کیا جائے گا اور یہ جنگ صرف میدان تک محدود نہیں رہے گی، مارکو روبیو کا کہنا ہے کہ ایران سے معاہدہ بہت مشکل ہے، لیکن صدر ٹرمپ کوشش کریں گے۔ ہم سفارتکاری میں ایران کے ساتھ بہت آگے تک نہیں جاسکتے، ایران کے ساتھ سفارتکاری مشکل عمل ہے، کیونکہ ہمیں ایرانی سپریم لیڈر (علی خامنہ ای) تک رسائی حاصل نہیں۔ وائٹ ہاؤس کے ترجمان کا کہنا ہے کہ اگر ایران کے ساتھ مذاکرات ناکام ہوئے تو ہمارے پاس کئی آپشن موجود ہیں، ان حالات میں

پاکستان کی ایران امریکہ مذاکرات میں شمولیت کو غیر معمولی اہمیت دی جارہی ہے۔ ایران کا موقف ہے کہ عالمی اور علاقائی حالات کے تناظر میں، ملکی دفاع، پُر امن مقاصد اور علاقائی استحکام کے لیے یورینیم کی افزودگی، جدید دفاعی ٹیکنالوجی، بین الاقوامی قوانین کے مطابق ہمارا حق ہے۔

ایران امریکہ کشیدگی، سفارتی، سیاسی، فوجی اور اعصابی تناؤ جیسے دباؤ کے ماحول میں مشرق وسطیٰ میں مسئلے کی اصل جڑ اسرائیل نے فلسطینی ریاست کے دارالحکومت (القدس) کے مرکزی علاقے میں قائم اقوام متحدہ کی عمارت مسمار کر دی، اس سے ایک دن پہلے 27 جنوری کے دن مسلح یہودی آبادکاروں نے 1967 سے قبل فلسطین میں آباد 4 مسلمان خاندانوں کو زبردستی ان کے گھروں سے انخلاء پر مجبور کر دیا، مغربی کنارے میں یہودی آبادی بسانے کا غیر قانونی توسیع پسندانہ اسرائیلی منصوبہ بھی جاری ہے۔ اسی دن اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب عاصم افتخار احمد نے کہا کہ فلسطین کا حل طلب مسئلہ مشرق وسطیٰ میں عدم استحکام کا باعث ہے، اس مسئلے کے حل کے

ایران امریکہ کشیدگی، سفارتی، سیاسی، فوجی اور اعصابی تناؤ جیسے دباؤ کے ماحول میں مشرق وسطیٰ میں مسئلے کی اصل جڑ اسرائیل نے فلسطینی ریاست کے دارالحکومت (القدس) کے مرکزی علاقے میں قائم اقوام متحدہ کی عمارت مسمار کر دی، اس سے ایک دن پہلے 27 جنوری کے دن مسلح یہودی آبادکاروں نے 1967 سے قبل فلسطین میں آباد 4 مسلمان خاندانوں کو زبردستی ان کے گھروں سے انخلاء پر مجبور کر دیا، مغربی کنارے میں یہودی آبادی بسانے کا غیر قانونی توسیع پسندانہ اسرائیلی منصوبہ بھی جاری ہے

لیے پاکستان کھلے مباحثے کے انعقاد کی حمایت کرتا ہے، عاصم افتخار نے کہا کہ فلسطینی عوام کئی دہائیوں سے غیر قانونی قبضے کا سامنا کر رہے ہیں۔ عالمی سطح پر بھی پاکستان نے ہمیشہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق اور مکالمے کی بنیاد پر تنازعات کے حل کی ضرورت پر زور دیا ہے، اسلامی وزراء خارجہ نے (دوحا) میں اپنے ایک بیان میں فلسطینی سرزمین پر غیر قانونی یہودی بستیاں بسانے اور زمین کی خرید و فروخت کا نیا قانونی و انتظامی نظام نافذ کرنے کی اسرائیلی کوششوں کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیلی پالیسیاں تشدد اور عدم استحکام کو ہوا دے رہی ہیں، یہ اقدامات 2 ریاستی حل کے لیے شدید نقصان دہ ہیں، سازگار ماحول کے لیے 4 جون 1967 کی سرحدوں کے مطابق فلسطینی ریاست کا قیام ناگزیر ہے۔

اسلامی وزراء خارجہ نے مشترکہ بیان میں مقبوضہ بیت المقدس کو فلسطینی ریاست کا دارالحکومت قرار دیا اور عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی قانونی اور اخلاقی ذمہ داریاں پوری کرے لیکن غزہ میں انسانی بحران اور مشرق وُسطیٰ کی صورتحال کے تناظر میں عرب لیگ، خلیج تعاون کونسل، او آئی سی اور 57 اسلامی ممالک کا 34 ملکی فوجی اتحاد کا کردار انتہائی مایوس کن، افسوس ناک اور شرمناک رہا۔ فلسطینیوں کی نسل کشی میں اُمت مسلمہ بھلا کب تک انہیں تنہاء چھوڑ سکتی ہے۔۔۔؟ لیکن سوال یہ ہے کہ جواب کون دے گا۔۔۔؟

> عالمی سطح پر بھی پاکستان نے ہمیشہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق اور مکالمے کی بنیاد پر تنازعات کے حل کی ضرورت پر زور دیا ہے، اسلامی وزراء خارجہ نے (دوحا) میں اپنے ایک بیان میں فلسطینی سرزمین پر غیر قانونی یہودی بستیاں بسانے اور زمین کی خرید و فروخت کا نیا قانونی و انتظامی نظام نافذ کرنے کی اسرائیلی کوششوں کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیلی پالیسیاں تشدد اور عدم استحکام کو ہوا دے رہی ہیں، یہ اقدامات 2 ریاستی حل کے لیے شدید نقصان دہ ہیں، سازگار ماحول کے لیے 4 جون 1967 کی سرحدوں کے مطابق فلسطینی ریاست کا قیام ناگزیر ہے

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اقوام متحدہ کا کردار نظرانداز کر کے نام نہاد امن کے لیے اقوام متحدہ کے متبادل (غزہ بورڈ آف پیس) کا اعلان کر کے ڈوبتے ہوئے عالمی نظام کو سہارا دینے کی کوشش کر رہے ہیں، غزہ امن بورڈ، غزہ جنگ کے متاثرین کی بحالی، امن و استحکام اور مستقل جنگ بندی کے لیے کتنی سنجیدہ کوشش کر پائے گا اس کا کچھ اندازہ امریکی صدر کے بیانات سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اگر سمجھنے میں دشواری پیش آئے تو اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو کے بیانات اور اقدامات حقیقت کی قلعی کھول رہے ہیں، وہ غزہ امن بورڈ میں قطر اور ترکیہ کی افواج کی شمولیت کی مخالفت کرتے ہیں، حماس کو غیر مسلح کرنا اور فلسطینی ریاست کے قیام سے انکار وہ تسلسل سے کرتے آرہے ہیں، اور

امریکی صدر (گرین لینڈ کی وجہ سے) یورپی اتحادی ممالک کی ناراضگی کے باوجود پاکستان، اسرائیل سمیت 60 سے زائد ممالک کو؛ غزہ بورڈ آف پیس میں (5 ارب ڈالر) کی شرط پر شمولیت کی دعوت دے چکے ہیں، پولینڈ اور آذربائیجان نے مشرق وسطیٰ کی نہایت حساس اور پیچیدہ صورتحال کی وجہ سے غزہ بورڈ کا رکن بننے سے انکار کر دیا ہے، واضح رہے کہ ابھی تک پاکستان، اسرائیل سمیت تقریبا 15 ممالک نے اس بورڈ میں شامل ہونے کی حامی بھری ہے۔ حماس کو غیر مسلح کرنے کے اسرائیلی مطالبے کو مسترد کرتے ہوئے حماس کے سیاسی رہنماء خالد مشعل نے کہا ہے کہ جب تک اسرائیل غزہ کا قبضہ نہیں چھوڑتا ہتھیار نہیں چھوڑیں گے، اسرائیل فلسطینیوں کے ہتھیار چھین کر انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے، قبضے کے شکار عوام سے ہتھیار چھیننا انہیں آسان شکار بنا دے گا، خالد مشعل نے کہا کہ غزہ کی بحالی اور مستقل جنگ بندی کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنا ضروری ہے۔ غزہ میں موجود تمام فلسطینی؛ مزاحمتی تنظیموں نے متعدد اجلاسوں کے بعد اصُولی فیصلے پر اتفاق کیا ہے اور امن فورس کیلئے فوج بھیجنے والے ممالک پر شرائط واضح کر دی ہیں، حماس رہنماء باسم نعیم نے کہا کہ امن فورس سرحد پر رہے۔ فورس فلسطین کے سول، سیاسی اور سیکورٹی امور میں مداخلت نہ کرے، عالمی فورس نے مداخلت کی تو فلسطینی اُنہیں قابض تصور کریں گے۔ آزاد فلسطینی ریاست، مقبوضہ جموں و کشمیر سمیت عالمی تنازعات کا منصفانہ حل عالمی امن کے لیے انتہائی

ضروری ہے اور عالمی سطح پر جنگ بندی کی کوششیں امریکی صدر کی توجہ کا مرکز ہیں، لیکن مشرق وسطیٰ میں نام نہاد امن کی خاطر اسرائیل کی (فکر) میں گرفتار امریکہ اب ایران کے گرد گھیرا تنگ کر رہا ہے، ایران کے خلاف اشتعال انگیز امریکی اقدامات کی کوئی اخلاقی توجیح نظر نہیں آتی لیکن خطے میں امریکی مفادات کا تحفظ اور عالمی بالادستی کی خاطر امریکہ کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار نظر آتا ہے، عالمی استعماری طاقتوں کی ان امتیازی اور جانبدارانہ پالیسیوں کی وجہ سے عالمی برادری میں عالمی اداروں اور عالمی قوانین کی پاسداری ختم ہو رہی ہے، اور دنیا تیزی سے عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے، امریکہ، برطانیہ، فرانس اور کینیڈا کے شہریوں نے ایک (پولیٹیکول پول سروے) میں اگلے 5 سالوں میں تیسری عالمی جنگ چھڑنے کے خدشے کا اظہار کیا ہے۔

**امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اقوام متحدہ کا کردار نظر انداز کر کے نام نہاد امن کے لیے اقوام متحدہ کے متبادل (غزہ بورڈ آف پیس) کا اعلان کر کے ڈوبتے ہوئے عالمی نظام کو سہارا دینے کی کوشش کر رہے ہیں، غزہ امن بورڈ، غزہ جنگ کے متاثرین کی بحالی، امن واستحکام اور مستقل جنگ بندی کے لیے کتنی سنجیدہ کوشش کر پائے گا اس کا کچھ اندازہ امریکی صدر کے بیانات سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔اگر سمجھنے میں دشواری پیش آئے تو اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو کے بیانات اور اقدامات حقیقت کی قلعی کھول رہے ہیں، وہ غزہ امن بورڈ میں قطر اور ترکیہ کی افواج کی شمولیت کی مخالفت کرتے ہیں، حماس کو غیر مسلح کرنا اور فلسطینی ریاست کے قیام سے انکار وہ تسلسل سے کرتے آرہے ہیں،**

خطے میں جب اس بنیاد پر ایران کے خلاف جنگی ماحول بنایا جا رہا ہے کہ وہ ملکی دفاع کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے، امریکہ کی اسرائیل کو بھاری جنگی ساز و سامان کی فراہمی خطے میں کسی بڑی جنگ کی راہ ہموار کر رہی ہے۔غزہ جنگ میں امریکی ممنوعہ تھرمو بیرک بموں کے استعمال کا بھی انکشاف ہوا ہے، جس کا مرکز میں درجہ حرارت 3500 ڈگری سینٹی گریڈ تک ہوتا ہے، غزہ جنگ میں ان بموں کے استعمال کی وجہ سے 3000 سے زائد شہدا کی باقیات تلاش کے باوجود نہ مل سکیں، یورپ اور امریکہ نے اسرائیل کو خطرناک ترین اسلحہ فراہم کر کے انسانیت کیخلاف عالمی جرم کا ارتکاب کیا ہے، اور یوں عالمی نظام انصاف غزہ جنگ میں انسانیت کے امتحان میں ناکام رہا، عالمی امن واستحکام کے لیے تنازعات کا منصفانہ حل ناگزیر ہے لیکن اقوام متحدہ کا عملی کردار غیر فعال کر کے (عالمی برادری) اب غزہ بورڈ میں کیا۔کچھ نیا تلاش کرنے جا رہی ہے؟ امریکی صدر اقوام متحدہ کی کارکردگی پر سوالیہ نشان لگا کر موجودہ عالمی نظام کی خامیوں کا اعتراف کر رہے ہیں اور غزہ بورڈ آف پیس کے پیچھے چھپ کر اپنی ساکھ بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔عالمی سطح پر جنگوں کو روکنے کی وجہ شہرت اور امن کا (نوبل) انعام کی خواہش رکھنے والے امریکی صدر اپنے (لے پالک) اسرائیل کی فکر میں اپنے اتحادی ممالک (نیٹو) کو بھی پیچھے چھوڑ کر ایران کو دھمکانے اور مشرق وسطیٰ میں جنگ کی آگ بھڑکانے کے لیے اکیلے ہی نکل آئے ہیں۔ٹرمپ اپنے غرور و تکبر اور عسکری برتری کے زعم میں ایران میں رجیم چینج اور جنگ مسلط کرنے کی دھمکیوں، خفیہ مگر تیز ترین کاروائی، جیسے جارحانہ دباؤ کے ماحول میں کہہ رہے ہیں کہ ایران کے پاس وقت بہت کم ہے، کیا عالمی برادری میں آزاد اور خود مختار ممالک کی دفاعی صلاحیت کے حصول کی نوعیت امریکی اجازت سے مشروط ہے؟ امریکہ کا ماضی و حال کس سے پوشیدہ ہے؟ پھر وہ کس اخلاقی بنیاد پر دوسروں کو آنکھیں دکھا رہا ہے؟

**حماس کو غیر مسلح کرنے کے اسرائیلی مطالبے کو مسترد کرتے ہوئے حماس کے سیاسی رہنماء خالد مشعل نے کہا ہے کہ جب تک اسرائیل غزہ کا قبضہ نہیں چھوڑتا ہتھیار نہیں چھوڑیں گے، اسرائیل فلسطینیوں کے ہتھیار چھین کر انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے، قبضے کے شکار عوام سے ہتھیار چھیننا انہیں آسان شکار بنا دے گا، خالد مشعل نے کہا کہ غزہ کی بحالی اور مستقل جنگ بندی کے لیے ساز گار ماحول پیدا کرنا ضروری ہے۔غزہ میں موجود تمام فلسطینی؛ مزاحمتی تنظیموں نے متعدد اجلاسوں کے بعد اصُولی فیصلے پر اتفاق کیا ہے اور امن فورس کیلئے فوج بھیجنے والے ممالک پر شرائط واضح کر دی ہیں، حماس رہنماء باسم نعیم نے کہا کہ امن فورس سرحد پر رہے۔**

ایرانی قیادت تمام تر دباؤ کے باوجود بگڑتے ہوئے علاقائی حالات کا ذمہ دار امریکہ کو ٹھہرا رہی ہے اور واشگاف الفاظ میں کہہ رہی ہے کہ جو ہماری طرف ہوا کا جھونکا لائے گا ہم اس کی طرف طوفان لے کر جائیں گے، جارحانہ امریکی اقدام پورے خطے کو جنگ کی لپیٹ میں لے سکتا ہے، ایران زبان حال سے امریکہ سے مخاطب ہے کہ ہمیں دھمکی دی جاتی ہے کہ وقت بہت کم ہے، ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو لیکن یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا، کہ وقت کس کے لیے کم ہے۔بس تم اتنا جان لو کہ ہم کون تھے، کیا تھے اور کہاں تھے، عرب کی وادیوں سے اُٹھے اور پوری دنیا پر چھا

**غزہ جنگ میں امریکی ممنوعہ تھرموبیرک بموں کے استعمال کا بھی انکشاف ہوا ہے، جس کا مرکز میں درجہ حرارت 3500 ڈگری سینٹی گریڈ تک ہوتا ہے، غزہ جنگ میں ان بموں کے استعمال کی وجہ سے 3000 سے زائد شُہدا کی باقیات تلاش کے باجود نہ مل سکیں، یورپ اور امریکہ نے اسرائیل کو خطرناک ترین اسلحہ فراہم کرکے انسانیت کیخلاف عالمی جرم کا ارتکاب کیا ہے، اور یوں عالمی نظام انصاف غزہ جنگ میں انسانیت کے امتحان میں ناکام رہا، عالمی امن واستحکام کے لیے تنازعات کا منصفانہ حل ناگزیر ہے**

،موجودہ کشیدگی میں کمی اور مشرق وسطیٰ کے مستقبل میں کیا رنگ بھرتے ہیں؟ امریکہ نے ایران پر مزید دباؤ بڑھانے کیلئے جدید ترین جوہری توانائی سے چلنے والا USS (جیرالڈ فورڈ) جہاز بھی مشرق وُسطیٰ میں بھیجنے کا اعلان کر دیا ہے۔ خبر رساں ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق امریکہ ایران کے خلاف ہفتوں جاری رہنے والی بڑی فوجی کاروائی اور ممکنہ (جوابی حملہ) ردعمل سے نپٹنے کی تیاری کر رہا ہے۔ تصادم کی اس فضاء میں بیک ٹو ڈپلومیسی ،سفارتکاری اور ایران کیساتھ معاہدے کی امید پر جنیوا میں ہونے والے مذاکرات جنگ کے بادل چھٹنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں یا نئے سرے سے صف بندی کا بہانہ لیکن بننے جا رہا ہے ۔امریکہ اور ایران کے درمیان جاری مذاکرات

گئے،313 تھے وہ بھی سب مسلح نہ تھے، آج لاکھوں، کروڑوں بلکہ اربوں کی تعداد میں جزیرۃ العرب سے لیکر افریقہ، ایشیاء ،یورپ تک پہنچے اور آج تمہارے گھر میں تمہارے دل پر دستک دے رہے ہیں، اور ہم بھولے نہیں ۔ہمیں یاد ہے کہ امت مسلمہ کا ہر زخم تمہارے ہی ظلم وستم کی داستان ہے، پھر وہ فلسطین ہو یا کشمیر ،سقوط ڈھاکہ، لیبیاء، عراق، شام، افغانستان ،بوسنیاء، صومالیہ، اردن، لبنان، یمن ہر جگہ تمہاری ہی سازشوں کی نحوست نے پنجے گاڑھے ہیں ۔لیکن تاریخ ہمیں بتا رہی ہے کہ قیصر وکسریٰ کی شان وشوکت، روم وفارس کا رعب ودبدبہ، تاج برطانیہ اور سوویت یونین کا عروج، سب تاریخ کا حصہ بن گئے ۔اور اب امریکہ، طاقتور بحری بیڑے، طیارہ بردار بحری جہاز (ابراہم لنکن) کے بل بوتے پر عالمی بالا دستی کی خاطر مشرق وسطیٰ میں ایران کیخلاف اشتعال انگیز اقدامات سے جنگ کی آگ بھڑکا کر اور (مذاکرات کا ڈھونگ) رچا کر تاریخ کا حصہ

**ایرانی قیادت تمام تر دباؤ کے باوجود بگڑتے ہوئے علاقائی حالات کا ذمہ دار امریکہ کو ٹھہرا رہی ہے اور واشگاف الفاظ میں کہہ رہی ہے کہ جو ہماری طرف ہوا کا جھونکا لائے گا ہم اس کی طرف طوفان لے کر جائیں گے، جارحانہ امریکی اقدام پورے خطے کو جنگ کی لپیٹ میں لے سکتا ہے ،ایران زبان حال سے امریکہ سے مخاطب ہے کہ ہمیں دھمکی دی جاتی ہے کہ وقت بہت کم ہے، ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو، لیکن یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا، کہ وقت کس کے لیے کم ہے ۔بس تم اتنا جان لو کہ ہم کون تھے، کیا تھے اور کہاں تھے، عرب کی وادیوں سے اُٹھے اور پوری دنیا پر چھا گئے،313 تھے وہ بھی سب مسلح نہ تھے، آج لاکھوں، کروڑوں بلکہ اربوں کی تعداد میں جزیرۃ العرب سے لیکر افریقہ، ایشیاء، یورپ تک پہنچے**

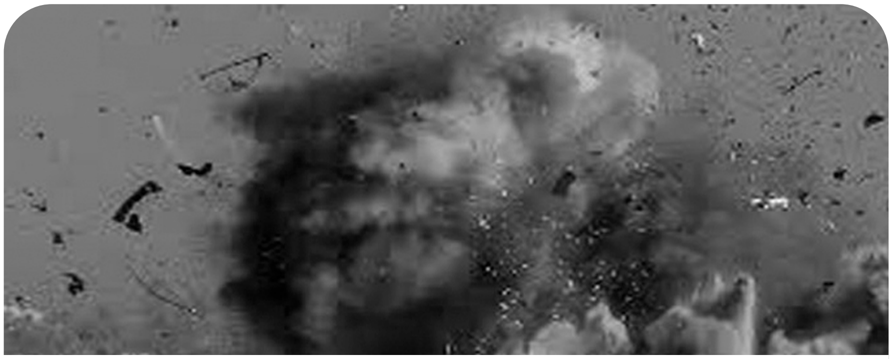

غزہ میں خطرناک ترین امریکی ممنوعہ تھرموبیرک بموں کے استعمال کا انکشاف

حالات بتا رہے ہیں کہ اسلام کے خلاف مکارانہ سوچ اور دہائیوں سے جاری مکروفریب کا یہ دھندہ، سیاست کے نام پر عالمی طاقتوں کے مفادات کا تحفظ، نام نہاد انسانی حقوق کے علمبرداروں کا انسانیت کیخلاف گھناؤنا کھیل عالمی امن کے نام پر نہتے شہریوں اور مخالف ممالک میں تباہ کن بمباری، طاغوت کے سرغنہ کی پشت پناہی، عالمی اسٹیبلشمنٹ کا مکروہ چہرہ اور فرسودہ عالمی نظام کی بساط لپیٹنے اور عسکری غرور وتکبر کا پہاڑ بڑا بحری بیڑہ اور امریکی ورلڈ آرڈر کا غرور بحیرہ عرب کے پانیوں میں غرق ہونے میں یقینا، وقت بہت کم ہے ۔

# لہو ہمارا بھلا نہ دینا
# شہید فردوس کرمانی کیلئے چند حروف عقیدت

''ابو مسلم عبداللہ''

ابتدائے آفرینش سے دنیا اس حقیقت کا مشاہدہ کرتی چلی آرہی ہے کہ اس کائنات میں بے شمار لوگ ماں کی کوکھ سے جنم لیتے ہیں۔ اپنی مہلت عمر پوری کرتے ہی اور پھر ایک ایسی دنیا کی طرف کوچ کرجاتے ہیں جو پردۂ غیب میں ہے مگر ابدی اور پائیدار ہے۔ ہر فرد بشر جو اس دنیا میں ایک انسانی پیکر کے ساتھ جودمیں آتا ہے وہ زندگی کے سردوگرم اور اتار وچڑھاؤ انگیز کرنے کے بعد راہ عدم سنوار جاتا ہے۔ غرض زندگی آغاز ہے تو موت اس کا انجام، مگر اختتام نہیں۔ بلکہ آگے ایک طویل اور کٹھن سفر شروع ہو جاتا ہے!

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

آدمی حاکم ہو محکوم، راعی وہ رعیت، مومن ہو کہ کافر، اللہ کا فرمانبردار ہو کہ باغی، ظالم ہو کہ منصف، موت کا پیالہ سب کو نوش کرنا پڑتا ہے۔ موت اٹل ہے۔ اتنی اٹل کہ قرآن عظیم کے الفاظ میں ''تم جہاں بھی ہونگے موت کا فرشتہ آپکو قابو کریگا، اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں بھی ہوں گے'' بظاہر فعل سب کے ساتھ ایک جیسا ہوتا ہے۔ زندگی کی پہلے سے طے شدہ مہلت ختم ہوئی تو موت کا فرشتہ اپنی ذمہ داری نبھانے کیلئے حاضر ہو جاتا ہے، مگر عوامل، عواقب اور انجام کے اعتبار سے سب کا معاملہ یکساں اور یک رنگ نہیں ہوتا۔ فرمان الٰہی ہے ''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں انکی اس زندگی کا شعور نہیں ہوتا۔'' یعنی وہ ایک عارضی زندگی کے خول سے نکل کر دائمی اور پائیدار زندگی کے خلعتِ فاخرہ سے نوازے جاتے ہیں اور قرآن کی شہادت ہے کہ ایسے خوش نصیب اللہ کے ہاں رزق بھی پاتے ہیں'' انکی حیاتِ جاویدانی کا عقلی ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے کہ ایسے مرنے والوں کو کفن کے بجائے اپنے پہنے ہوئے لباس میں ہی زمین مین دفن کردیا جاتا ہے۔ پھر میرے آقا! رسول برحق، سید المرسلین، امام المجاہدین محمد مصطفٰے ﷺ ارشاد گرامی ہے کہ ''شہید قیامت کے دن اسی حالت میں دربار الٰہی سے اٹھائے جائیں گے، جس حالت میں انہوں نے اپنی عزیز جان، جان آفرین کے حوالے کردی ہو۔'' سبحان اللہ کہ موت کے

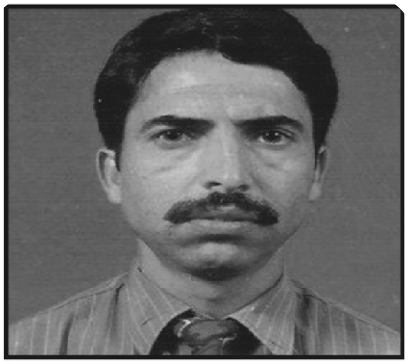

شہید فردوس کرمانی

درمیان! شہید مر کر بھی امر ہو جاتا ہے اور یہ ایسی موت ہیکہ جس پر عرش والا بھی رشک کرتا ہے اور فرش والے بھی!

جہاد آزادی کشمیر کے حوالے سے ایسی سعید روحوں کی تعداد ہزاروں میں ہے جو رضائے الٰہی کی طلب میں اپنی جان سے بھی گزر گئے۔ ان سید روحوں میں انجینئر فردوس احمد شاہ کرمانی کا نام بھی شامل ہے جو شہادت کے ساعت تک جہادی حلقوں میں گمنام رہے۔ نمود ونمائش سے پاک صالح اور باصلاحیت وہنر مند جوان سال انجینئر کم وبیش آٹھ سال تک حزب المجاہدین کے قافلہ سخت جان کی جہادی سرگرمیوں میں اپنا حصہ ڈالتے رہے اور اس حکیمانہ طریقے پر ڈالتے رہے کہ ان کی شہادت تک حریت کی بو سونگھنے والے فوجی کتے ان تک نہ پہنچ سکے، شہید موصوف مکینیکل انجینئر تھے اور سرکاری ملازم تھے اور اس ملازمت کا مقصد تحریک دشمن عناصر کی توجہ ان کے اصل مشن سے ہٹانا تھا جس میں وہ کامیاب رہے۔ آبی گذر سرینگر میں شہید محبوب شاہ کرمانی کے کاشانہ فقیر میں جنم لینے والے شہید فردوس احمد شاہ کرمانی دینی فکر، مزاج، سلیقہ اور جہادی سوچ فطرت اور وراثت میں ہی ساتھ لیکر آئے تھے۔ تحریک اسلامی سے قربت نے اس گھرانے کی خدا پرستی، آخرت پسندی اور انسان دوستی کو اس قدر تقویت پہنچائی کہ شہادت حق کی امتحان گاہ میں دونوں باپ بیٹا سرخ رو ہو کر نکلے۔ 1996ء میں باپ محبوب شاہ کرمانی ٹاسک فورس کے قاتل ہاتھوں اس وقت مرتبہ شہادت پر فائز ہوجاتے ہیں جب آپ نماز فجر کی باجماعت ادائیگی کیلئے گھر سے نزدیکی مسجد شریف کی طرف جارہے تھے۔ صرف چند ماہ کے بعد ے مارچ 1997ء کو انجینئر فردوس احمد شاہ کرمانی باپ کی روایت قائم رکھتے ہوئے ہمہامہ کی قتل گاہ میں ان ہی ایس ٹی ایف کے سفاک ہاتھوں اذان فجر کی گونج میں رب اعلیٰ سے جا ملتے ہیں۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کرنے والے ان سید روحوں کے طفیل ہے تحریک جہاد کا بھرم اور دم خم قائم ہے اور قائم رہے گا۔ یہ خون رائیگاں نہیں جائے گا! یہ خون ملت مرحومہ کو نئی زندگی بخشے گا! اس مقدس لہو سے ہی خزاں رسیدہ گلستان میں بہار نو کی رو دوڑے گی!

سرِ خاک شہیدے برکہائے لالہ می پاشم
کو خونش بانہالِ ملت ماساز گار آمد!

مگر ہم کیا کریں کہ بشر جو ٹھہرے جا وصدمات وحادثات اور حالات وواقعات سے متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتے! شہید فردوس احمد شاہ کرمانی اپنی مراد پا گئے! کامیاب ہوئے! رب اعلیٰ کے قریب ہوئے! لیکن ہم ایک مخلص بھائی، ایثار پیشہ دوست، بے لوث مجاہد اور باصلاحیت کمانڈر سے محروم ہوئے۔ کیا ہم اس صدمہ کو برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں؟ کیا ہم اس بھاری نقصان کی تلافی کرسکتے ہیں؟ کیا ہم میں اتنی ہمت، اتنا ایثار، ایسا جذبہ اور ان جیسی وارفتگی ہے کہ ہم ان سے عظیم مگر ادھورے مشن کو آگے بڑھائیں اور جان کی بازی لگا کر اس مشن کی تکمیل کریں؟

شہید ہم سے یہ کہہ رہے ہیں
لہو ہمارا بھلا نہ دینا

# بنگلہ دیش کا نیا سیاسی منظر نامہ، امکانات، خدشات اور مستقبل کے چیلنجز

ڈاکٹر اسامہ شفیق

ستره برس بعد جماعت اسلامی بنگلہ دیش ایک بار پھر قومی سیاست کے مرکز میں ہے۔بنگلہ دیش کے انتخابات سے جماعت اسلامی کی پارلیمانی سیاست میں بھرپور واپسی نے بنگلہ دیش میں سیاست کا ایک نیا بیانیہ تشکیل دیا ہے۔کئی ایک افراد جن کا جھکاؤ جماعت اسلامی کی جانب ہے وہ ان نتائج پر مطمئن نہیں لیکن اگر ان نتائج کا موازنہ گزشتہ انتخابات سے کیا جائے تو یہ انتخابی کارکردگی جماعت اسلامی بنگلہ دیش کی تاریخی کارکردگی ہے۔ اس سے قبل ہونے والے انتخابات میں بشمول اُن انتخابات کے، جن میں جماعت اسلامی پر عوامی لیگ کی شیخ حسینہ کی حکومت کی جانب سے پابندی عائد نہیں کی گئی تھی جماعت اسلامی کی کارکردگی 1991ء کے انتخابات میں سب سے اچھی تھی کہ جب اس نے 17 نشستیں حاصل کیں۔ 1996ء میں جب جماعت اسلامی نے اکیلے انتخاب لڑا تو اسے صرف 3 نشستیں ملیں۔ اسی طرح ووٹ کے تناسب سے گزشتہ انتخابات میں جماعت اسلامی کا کل ووٹ پانچ تا دس فیصد رہا۔

شیخ حسینہ واجد کی حکومت میں 17 سال بدترین ظلم وستم، قید، پابندیوں، تشدد اور پھانسیوں کے بعد سمجھا یہ جارہا تھا کہ جماعت اسلامی کی قوت کو مکمل طور پر کچل دیا گیا ہے۔ جماعت اسلامی کی پوری مرکزی قیادت بشمول مرکزی امیر، نائب امراء، سیکریٹری جنرل، سابق وزراء اور اراکین پارلیمنٹ سب کو پھانسیاں دے دی گئیں تو شیخ حسینہ کی عوامی لیگ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ بھارت کی آشیرباد سے اس کے اقتدار کو چیلنج کرنے والا اب کوئی نہیں ہوگا۔لیکن 2024ء کے عوامی انقلاب نے نہ صرف شیخ حسینہ کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا بلکہ عوامی لیگ کو بھی عوامی غیظ و غضب کا سامنا کرنا پڑا۔ واضح رہے کہ یہ عوامی ردعمل نوجوانوں کا تھا کہ جن کو تعلیم کے بعد ملازمت کے حصول میں کامیابی حاصل نہیں ہو رہی تھی اور شیخ حسینہ کی حکومت اپنی پارٹی کے لوگوں کو

سرکاری ملازمتوں پر بھرتی کر رہی تھی اور اس کے لیے باقاعدہ قانون سازی تک کر دی گئی تھی۔لیکن عوامی ردعمل کے سامنے یہ سب ریت کی دیوار ثابت ہوا۔نوجوانوں کی قیادت کرنے والے ناہیدالاسلام نے نہ صرف شیخ حسینہ کا اقتدار ختم کروایا بلکہ اس کے بعد فوجی اقتدار کی راہ میں بھی رکاوٹ ڈالی اور ملک کو جمہوریت کی راہ پر ڈالنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔واضح رہے کہ اس انقلاب سے پہلے اور اس کے بعد بھی جماعت اسلامی پر پابندی عائد تھی، اس کے دفاتر 17 سال سے بند تھے لیکن وہ اپنے نظریے اور لٹریچر کی بنیاد پر عوام میں زندہ تھی۔محمد یونس کی عبوری حکومت کے دور میں بنگلہ دیشی عدالت نے جماعت اسلامی پر پابندی کو کالعدم قرار دیا، اور یوں گزشتہ ایک سال سے جماعت اسلامی نے اپنی سرگرمیاں اپنے نام سے بحال کیں۔

ان سرگرمیوں کے بعد جماعت اسلامی مرکزی سیاسی دھارے میں واپس آئی اور اس کے جلسے جلوس عوامی توجہ کا مرکز بن گئے۔بغیر کسی انتقامی جذبات کے اظہار کے، جماعت اسلامی بنگلہ دیش نے ترقی، روزگار اور جمہوریت کی بحالی کو اپنا نعرہ قرار دیا۔جماعت اسلامی وزیر اعظم بیگم خالدہ ضیاء کی قیادت میں بنگلہ

شیخ حسینہ واجد کی حکومت میں 17 سال بدترین ظلم وستم، قید، پابندیوں، تشدد اور پھانسیوں کے بعد سمجھا یہ جارہا تھا کہ جماعت اسلامی کی قوت کو مکمل طور پر کچل دیا گیا ہے۔ جماعت اسلامی کی پوری مرکزی قیادت بشمول مرکزی امیر، نائب امراء، سیکریٹری جنرل، سابق وزراء اور اراکین پارلیمنٹ سب کو پھانسیاں دے دی گئیں تو شیخ حسینہ کی عوامی لیگ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ بھارت کی آشیرباد سے اس کے اقتدار کو چیلنج کرنے والا اب کوئی نہیں ہوگا۔لیکن 2024ء کے عوامی انقلاب نے نہ صرف شیخ حسینہ کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا بلکہ عوامی لیگ کو بھی عوامی غیظ و غضب کا سامنا کرنا پڑا۔

دیش نیشنلسٹ پارٹی (BNP) کی حکومت میں حکومت کا حصہ رہی اور عوام کا گہرا تاثر یہ رہا کہ جماعت اسلامی کے وزراء کی کارکردگی نہ صرف اچھی رہی بلکہ ان کے دامن پر کرپشن کا کوئی داغ نہیں تھا۔ جماعت اسلامی بظاہر تو پابند تھی لیکن اس پرانی سیاسی ساکھ کے ساتھ عوامی خدمات کے بیش بہا پروگراموں کی وجہ سے وہ عوام کے درمیان موجود رہی۔ جماعت اسلامی کے اسٹوڈنٹ ونگ اسلامی چھاترو شبر نے طلبہ کے درمیان رہ کر ان کی نظریاتی پختگی کا وہ سامان فراہم کیا جو 17 سال میں جماعت اسلامی کو افرادِ کار کی کھیپ مسلسل فراہم کرتا رہا، اس میں کسی ایک سال کی بھی تاخیر نہیں ہوئی۔

ان سب باتوں کے ساتھ گو کہ جماعت اسلامی مرکزی سیاسی دھارے میں نووارد تھی لیکن ایک بھرپور ماضی بھی رکھتی تھی۔ اس پورے تناظر میں کچھ لوگوں کی رائے یہ تھی کہ شاید یہ انقلاب جماعت اسلامی لے کر آئی ہے، لیکن ایسا ہرگز نہ تھا، اس انقلاب کا محرک شیخ حسینہ کا جبرِ ناروا تھا اور نوجوان اس انقلاب کے قائد تھے۔ جماعت اسلامی گو کہ کسی نہ کسی طور ان کے ساتھ شامل تھی لیکن اس کی اپنی پوری قوت بھی مل کر شیخ حسینہ کا تختہ الٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جماعت اسلامی نے اس بیانیے کو مکمل مسترد کیا کہ یہ انقلاب جماعت اسلامی کا ہے، اُس نے ہمیشہ اِس کا سہرا نوجوان قیادت کے سر باندھا، اور اس انقلابی نوجوان قیادت کے نظریاتی رجحانات بھی جماعت اسلامی سے خاصے مختلف تھے۔

> نوجوانوں کی قیادت کرنے والے ناہید الاسلام نے نہ صرف شیخ حسینہ کا اقتدار ختم کروایا بلکہ اس کے بعد فوجی اقتدار کی راہ میں بھی رکاوٹ ڈالی اور ملک کو جمہوریت کی راہ پر ڈالنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ واضح رہے کہ اس انقلاب سے پہلے اور اس کے بعد بھی جماعت اسلامی پر پابندی عائد تھی، اس کے دفاتر 17 سال سے بند تھے لیکن وہ اپنے نظریے اور لٹریچر کی بنیاد پر عوام میں زندہ تھی۔ محمد یونس کی عبوری حکومت کے دور میں بنگلہ دیشی عدالت نے جماعت اسلامی پر پابندی کو کالعدم قرار دیا، اور یوں گزشتہ ایک سال سے جماعت اسلامی نے اپنی سرگرمیاں اپنے نام سے بحال کیں۔

انتخابات کے انعقاد کے اعلان کے بعد جماعت اسلامی کی سیاسی سرگرمیاں اپنے عروج پر پہنچیں اور عوامی رجوع اس میں نظر آیا۔ تاہم اس سب کے باوجود بھی اس بات کا امکان بہرحال نہیں تھا کہ جماعت اسلامی 300 کے ایوان میں عددی اکثریت حاصل کر کے حکومت سازی کرے گی۔ خود جماعت اسلامی کا اپنا تخمینہ 75 سے 80 نشستوں کے درمیان تھا۔ اتحادی سیاست کا بھی نہ صرف ان کو علم تھا بلکہ وہ اس سیاست کا بھرپور تجربہ بھی رکھتے ہیں، لہٰذا اتحادی سیاست کا اصل مقصد صرف یہ رہا کہ مخالفین کی تعداد کو کم کیا جائے۔ جماعت اسلامی کی قیادت میں موجود اتحاد میں سب سے بڑی جماعت نوجوانوں کی نیشنل سٹیزن پارٹی تھی جس کے قائد اس انقلاب کے مرکزی رہنما ناہید الاسلام ہیں۔ یعنی وہ جو انقلاب کے محرک تھے وہ بھی اب جماعت اسلامی کے ساتھ موجود تھے۔ یہ معرکہ دراصل جماعت اسلامی کی سابق اتحادی جماعت بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی جس کے سربراہ اب طارق رحمان ہیں، اور جماعت اسلامی کے درمیان تھا۔

طارق رحمان اپنی 17 سال کی خودساختہ جلاوطنی ختم کر کے الیکشن سے قبل بنگلہ دیش واپس آئے۔ ان 17 سالوں میں اس پارٹی کی قیادت اُن کی والدہ سابق وزیراعظم خالدہ ضیاء کے پاس رہی جو کہ خود بھی پابندِ سلاسل تھیں اور شدید بیماری کی حالت میں ان کا انتقال ہوا۔

خالد رحمان کی بنگلہ دیش واپسی اس بات کا واضح اشارہ تھا کہ اُن کی پارٹی حکومت میں آنے کے لیے تیار ہے۔ بین الاقوامی سیاست کو سمجھنے والے ان اشاروں کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں عرب بہار کے بعد ہونے والے انتخابات پر بھی نظر رکھنا ضروری ہے کہ جہاں عوامی ووٹ کی طاقت سے دایاں بازو، یا اسلام پسند جماعتیں اقتدار میں تو آ گئیں لیکن ان کو چلنے نہیں دیا گیا۔ لہٰذا جدید جمہوریت کو چلانے والوں نے اس سے یہ سمجھا ہے کہ اگر انقلاب آ بھی جائے تو اس کو مینج کیا جائے، یعنی براہِ راست اسلام پسندوں کو آنے سے روکا جائے، بجائے اس کے کہ ان کو اقتدار سے محروم کرنے میں توانائی صرف ہو۔

بنگلہ دیش میں گو کہ اس بات کا امکان موجود نہیں تھا کہ جماعت

> کچھ لوگوں کی رائے یہ تھی کہ شاید یہ انقلاب جماعت اسلامی لے کر آئی ہے،لیکن ایسا ہر گز نہ تھا،اس انقلاب کا محرک شیخ حسینہ کا جبر ناروا تھا اور نوجوان اس انقلاب کے قائد تھے۔ جماعت اسلامی گو کہ کسی نہ کسی طور ان کے ساتھ شامل تھی لیکن اس کی اپنی پوری قوت بھی مل کر شیخ حسینہ کا تختہ الٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جماعت اسلامی نے اس بیانیے کو مکمل مسترد کیا کہ یہ انقلاب جماعت اسلامی کا ہے، اُس نے ہمیشہ اِس کا سہرا نوجوان قیادت کے سر باندھا،اور اس انقلابی نوجوان قیادت کے نظریاتی رجحانات بھی جماعت اسلامی سے خاصے مختلف تھے۔

اسلامی یا اس کا اتحاد عددی اکثریت حاصل کر پائے گا،لیکن اس عددی جیت کو بھی محدود کرنے کی اپنی سی کوششیں ضرور ہوئیں تاکہ آنے والی حکومت کو کم از کم واضح یا دو تہائی اکثریت حاصل ہو پائے۔ تادم تحریر بنگلہ دیش الیکشن کمیشن کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق طارق رحمان کی قیادت میں بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی (انتخابی نشان "دھان کی بالی") نے 49.97 فیصد ووٹ کے ساتھ 209 نشتیں حاصل کیں، جبکہ ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کی قیادت میں "ترازو" کے نشان کے ساتھ میدان میں آنے والی جماعتِ اسلامی نے 31.76 فیصد ووٹ اور 68 نشتیں حاصل کیں۔ جماعت کے 11 جماعتوں پر مشتمل اتحاد کی شراکت دار، نو قائم شدہ این سی پی نے "کنول کی کلی" کے نشان

کے تحت اپنی پہلی قومی شرکت میں 3.05 فیصد ووٹ لے کر حوصلہ افزا آغاز کیا اور 6 نشتیں حاصل کیں۔ اگر مجموعی طور پر اتحادی جماعتوں کے ووٹ کو یکجا کیا جائے تب بھی جماعت اسلامی بمقابلہ بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی کے ووٹ بینک میں 11 فیصد کا فرق ہے اور نشستوں کا فرق اس سے کہیں زیادہ ہے۔ مجموعی طور پر یہ الیکشن اور اس کے ساتھ ہونے والے ریفرنڈم میں کُل ووٹرز میں سے 60 فیصد نے اپنے ووٹ کا حق استعمال کیا، اور یوں یہ بات واضح ہے کہ عوامی لیگ کا ووٹر بھی باہر نکلا اور اس نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر عوامی لیگ کا ووٹر ہے جو کہ ہے، اور یقیناً اس نے اپنے ووٹ کا حق بھی استعمال کیا تو اس کا ووٹ کس کے حق میں گیا؟ نہ صرف سرکاری اعداد و شمار بلکہ نجی سروے بھی اس بات کی عکاسی کر رہے ہیں کہ یہ ووٹ بڑی تعداد میں بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی کے حق میں گیا، اور اب یہ بات میڈیا پر بھی موجود ہے کہ بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی کو بھارت نے مکمل طور پر سپورٹ فراہم کی۔ اس کی وجہ بھارت کی بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی سے کوئی خاص ہمدردی نہیں بلکہ جماعت اسلامی کی راہ روکنا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ الیکشن سے چند روز قبل امیر جماعت اسلامی ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کا سوشل میڈیا اکاؤنٹ ہیک کیا گیا اور اس پر خواتین کے خلاف پوسٹیں کی گئیں تاکہ خواتین ووٹرز کو جماعت اسلامی سے دور کیا جائے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خواتین میں سب سے مؤثر کام جماعت اسلامی بنگلہ دیش کا ہے، کیونکہ دورِ عتاب میں جماعت اسلامی نے خواتین کے حلقہ ہائے درسِ قرآن کو منظم کر کے اپنی راہ ہموار کی، اور یہی ان کی بہت بڑی بنیاد ہے۔ لہٰذا خواتین ووٹرز کو برگشتہ کرنے کے لیے ایسے گھٹیا طریقے استعمال کیے گئے۔ اور بعد از انتخابات اسی قسم کے بیانیے کو نہ صرف پاکستانی میڈیا بلکہ بین الاقوامی میڈیا پر بھی پھیلایا گیا۔ جبکہ الیکشن پر تبصرہ کرتے ہوئے بنگلہ دیش کے انگریزی اخبار The Business Standard نے 15 فروری 2026ء کی اشاعت میں تحریر کیا:

جماعت کی انتخابی کارکردگی کا ایک نہایت نمایاں اور کم زیرِ بحث آنے والا پہلو خواتین کا کردار رہا ہے۔ باہر سے دیکھنے پر بنگلہ دیش جماعتِ اسلامی کو اکثر مردوں کی جماعت سمجھا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک مرد قیادت والی جماعت ہے، لیکن اس کی صفوں میں خواتین کی بڑی تعداد موجود ہے۔ خواتین کارکنان نے ملک بھر میں گھر گھر جا کر مہم چلائی، شہروں اور دیہات دونوں میں سرگرم رہیں۔ کئی علاقوں میں، خصوصاً دیہی برادریوں میں، وہ براہِ راست گھروں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئیں اور ماؤں اور بیٹیوں سے اس انداز میں گفتگو کی جو مرد کارکنان کے لیے ممکن نہیں تھی۔ ان کی رسائی منظم اور مسلسل تھی۔

انہوں نے متعدد اضلاع میں بڑے عوامی اجتماعات بھی منعقد کیے۔ بعض مقامات پر خواتین کارکنان نے دھمکیوں اور حملوں کا سامنا کرنے کی اطلاع دی، مگر اس کے باوجود انہوں نے اپنی انتخابی سرگرمیاں جاری رکھیں۔"

بنگلہ دیش کے انتخابات میں ابھی تک پروپیگنڈے کا بازار گرم ہے اور اس میں بین الاقوامی میڈیا بھارت کی سپورٹ سے یہ سارا کام انجام دے رہا ہے۔ ایک جانب الیکشن میں چند

نشستوں پر دھاندلی کا شور ہے تو دوسری جانب بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی کے سربراہ طارق رحمان کی امیر جماعت اسلامی بنگلہ دیش ڈاکٹر شفیق الرحمٰن اور نیشنل سٹیزن پارٹی کے سربراہ ناہید الاسلام سے اُن کے گھروں پر ملاقات اس بات کا ثبوت ہے کہ بنگلہ دیش میں جمہوریت کی راہ کو کھوٹا کرنے کی کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی، تاہم چند نشستوں پر جماعت اسلامی کے اتحاد کو انتخابی نتائج پر شکوہ ہے اور انہوں نے الیکشن کمیشن سے باضابطہ طور پر رجوع کرتے ہوئے 2 3 پارلیمانی حلقوں میں ووٹوں کی دوبارہ گنتی کا مطالبہ کیا ہے۔

ایک وفد نے الیکشن کمیشن ہیڈکوارٹر میں الیکشن کمشنر عبدالرحمنیل مسعود سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کے بعد صحافیوں کو بتایا گیا کہ وفد نے مبینہ دھاندلی، نتائج میں ردوبدل اور حتمی گنتی شیٹس میں "اوور رائٹنگ" پر عدم اطمینان کا اظہار کیا۔ جماعت اسلامی کی قیادت میں قائم اتحاد کے مطابق 32 حلقے تنازع کا شکار ہیں، جن میں دارالحکومت کے کئی حلقے: ڈھاکہ-7، 8، 10، 3 1 اور 17۔ اس کے علاوہ کھلنا- 3 اور 5، کاکس بازار-4، میمن سنگھ- 1 اور 4، اور ٹھاکر گاؤں- 2 سمیت دیگر حلقے بھی شامل ہیں۔

تاہم اس ضمن میں انہوں نے ایک متوازن راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور کہا ہے کہ "ہم حلف اٹھائیں گے، پارلیمنٹ میں شرکت کریں گے اور تعمیری اپوزیشن کا کردار ادا کریں گے۔ اسی کے ساتھ ہمارے لیے سڑکوں کا راستہ بھی کھلا رہے گا۔" یعنی جمہوریت کا سفر جاری رہے گا۔ بنگلہ دیش کی اس پوری صورتِ

یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ یہ ایک نیا بنگلہ دیش ہے جہاں بھارت کی حامی سیاست کا سورج نصف صدی بعد غروب ہوگیا اور بقول اندرا گاندھی جس دوقومی نظریے کو خلیج بنگال میں ڈبو دیا گیا تھا وہیں سے اس شان سے ابھرا ہے کہ جماعت اسلامی بنگلہ دیش کی ایک بڑی سیاسی قوت وحقیقت بن کر ابھری ہے۔ لیکن اس راہ میں اب دشواریاں شاید زیادہ ہوں، لہٰذا ہر ایک قدم بہت احتیاط کا متقاضی ہے۔

حال میں چند نکات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اور ہر سنجیدہ سیاسی کارکن اور خاص طور پر اسلامی تحاریک سے وابستہ افراد کو ان پر غور وخوض ضرور کرنا چاہیے۔

حالات کا جبر، تشدد اور راستوں کا مسدود کرنا کبھی کسی نظریاتی جماعت کو جڑ سے نہیں اکھاڑ سکتا، اور اگر یہ جماعت دوبارہ ابھر کر آئے تب بھی وہ توازن کا راستہ اختیار کرتی ہے، یعنی اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا بدلہ افراد کے بجائے نظام کی تبدیلی کی صورت میں لیتی ہے۔ جدید مغربی جمہوریت میں اگر کہیں کوئی اسلام پسند عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے کی سطح تک پہنچ جائے تو اس کا راستہ جھوٹ، بہتان اور دشنام سے روکا جاتا ہے، اور اگر پھر بھی وہ کامیاب ہوجائے تو پھر اس کی جیت کو محدود رکھا جائے، لیکن اس سب کے باوجود بھی وہ اس نظام میں رہتے ہوئے جدوجہد کرتے ہیں اور کسی نہ کسی طور اپنی جگہ بناتے ہیں۔ اس پورے جین زی انقلاب کا حاصل یہ بھی ہے کہ وہ جین زی جو بنگلہ دیش کے اس انقلاب کی محرک تھی اس کی جیت بھی کوئی بڑی انقلابی کارکردگی نہیں، لہٰذا کسی نظام کو پلٹ دینے کے باوجود بھی اگر آپ کے پاس محض ہنگامی کارکن ہیں تو وہ نظام کو تو ضرور پلٹ سکتے ہیں لیکن آپ کو اقتدار تک نہیں لاسکتے۔ لہٰذا عوامی طاقت کے ساتھ ایک مضبوط و منظم تنظیمی ڈھانچہ ہی کسی انقلاب کو معنی خیز بنا سکتا ہے۔

بنگلہ دیش کا انقلاب اس حوالے سے ایک بڑا گیم چینجر ہے کہ اب بنگلہ دیشی سیاست میں بھارت حامی ومخالف کی سیاست کا باب بند ہوا۔ اب عددی اکثریت حاصل کرنے والی جماعت بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی بھی پاکستان کے ساتھ اچھے مراسم چاہتی ہے اور دوسری جانب اپوزیشن کی قائد جماعت اسلامی بھی پاکستان حامی جماعت سمجھی جاتی ہے۔ ان انتخابات و ریفرنڈم کے بعد اب بنگلہ دیش میں ایک کے بجائے دو ایوان بنائے جائیں گے۔ پہلا ایوان براہِ راست ووٹ ونشست کی بنیاد پر منتخب افراد پر مشتمل ہوگا، جبکہ دوسرا ایوانِ بالا، جس میں ووٹ حاصل کرنے کی بنیاد پر پارٹیوں کو نمائندگی ملے گی۔ اس کے ساتھ ہی دو مدت سے زائد کوئی فرد وزیراعظم نہیں رہ سکے گا۔ لہٰذا یہ تمام آئینی ترامیم اور انتخابات بنگلہ دیش میں ایک نئے عنوان کا آغاز ہے، اور یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ یہ ایک نیا بنگلہ دیش ہے جہاں بھارت کی حامی سیاست کا سورج نصف صدی بعد غروب ہوگیا اور بقول اندرا گاندھی جس دوقومی نظریے کو خلیج بنگال میں ڈبو دیا گیا تھا وہیں سے اس شان سے ابھرا ہے کہ جماعت اسلامی بنگلہ دیش کی ایک بڑی سیاسی قوت وحقیقت بن کر ابھری ہے۔ لیکن اس راہ میں اب دشواریاں شاید زیادہ ہوں، لہٰذا ہر ایک قدم بہت احتیاط کا متقاضی ہے۔ بنگلہ دیش اور موجودہ مغربی جمہوریت دو پارٹی سسٹم کا کھیل ہے، لہٰذا اب اسلامی نظریاتی جماعتیں اس کھیل میں گیم چینجر بن کر سامنے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح اس چیلنج سے عہدہ برآ ہوں گی، کیونکہ مغربی طرز کی سیاست میں شاید اس کی زیادہ گنجائش موجود نہیں۔

## آپ نے پوچھا ہے!!!..........................

### روزے کے مسائل

**سوال: روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے**

جواب: بلاعذر شرعی جان بوجھ کر روزہ توڑنا، ناجائز و گناہ ہے اور اس سے توبہ کرنا اور اس روزے کی قضاء کرنا بھی لازم ہے، لیکن کفارہ لازم ہونے کے لئے درج ذیل شرائط ہیں

(1) رمضان میں ادائے رمضان کی نیت سے روزہ رکھا ہو۔(2) روزے کی نیت صبح صادق سے پہلے (یعنی سحری کے وقت) کرلی ہو۔(3) شرعی مسافر نہ ہو۔(4) اکراہ شرعی نہ ہو۔(5) بغیر خطاء کے جان بوجھ کر روزہ توڑا ہو۔(6) روزہ ٹوٹنے کا سبب کسی اپنی جنسی خواہش پوری کرنا ہو یا کسی مرغوب چیز کو بطورِ دوا، غذا یا رغبت و لذت کے کھانا پینا ہو۔(7) روزہ توڑنے کے بعد اسی دن کوئی ایسا کام نہ پایا جائے، جو روزے کے منافی ہو۔ (جیسے حیض و نفاس)۔(8) بلا اختیار ایسا امر بھی نہ پایا جائے، جس کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہو جیسے سخت بیماری۔

البتہ یہ بھی یاد رہے کہ جن صورتوں میں کفارہ لازم نہیں ہوتا، ان میں بھی یہ شرط ہے کہ ایسا ایک ہی بار ہوا ہو اور اس میں معصیت کا قصد نہ کیا ہو، ورنہ ان میں بھی کفارہ لازم ہوگا۔ کفارہ ساٹھ روزے رکھے اور اگر اس پر قادر نہ ہو، تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا (یا اس کی رقم) دے۔

**سوال: کن صورتوں میں روزے کا کفارہ لازم نہیں ہوتا**

جواب: اگر غلطی سے روزہ ٹوٹ گیا یا اکراہ شرعی سے روزہ توڑا یا صبح روزے کی نیت کے بغیر ہی کی یا رمضان کے علاوہ کا روزہ تھا تو ان صورتوں میں صرف قضاء لازم ہوتی ہے۔

**سوال: مسافر کے روزہ توڑنے کے بارے میں کیا حکم ہے:**

جواب: اگر مسافر نے رات میں نیت کی اور صبح اپنی عزیمت کو فجر سے پہلے تک باقی رکھا پھر روزے کی حالت میں صبح کی تو اس کے لئے اس دن کا روزہ توڑنا، جائز نہیں اگر اس نے روزہ توڑ دیا تو اس پر کفارہ نہیں۔ )

**سوال: کسی نے بلاعذر شرعی رمضان مبارک کا ادا روزہ جس کی نیت رات سے کی تھی بالقصد کسی غذا یا دوا یا نفع رساں شے سے توڑ ڈالا اور شام تک کوئی ایسا عارضہ لاحق نہ ہوا جس کے باعث شرعاً آج روزہ رکھنا ضروری نہ ہوتا تو اس جرم کے جرمانے میں کیا ساٹھ روزے پے در پے رکھنے ہوتے ہیں۔**

جواب: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو، اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں۔ کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو، جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو، جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی، مثلاً عورت کو اسی دن میں حیض یا نفاس آگیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن میں ایسا بیمار ہوگیا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے

کفارہ ظہار کے متعلق اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

تو ایک گردن آزاد کر، انہوں نے عرض کی کہ یہ میرے پاس نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو مہینے کے روزے رکھو، انہوں نے عرض کی کہ مجھ میں اس کی بھی استطاعت نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

بیماری کی وجہ سے روزے کا فدیہ ادا کرنے کا حکم

**سوال: بیماری کی وجہ سے اگر انسان روزہ رکھنے سے قاصر ہے، تو فدیہ کب ادا کرے روزے سے پہلے یا ماہ رمضان میں کسی وقت؟**

جواب: واضح رہے کہ جو شخص بڑھاپے یا مستقل بیمار ہونے کی وجہ سے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو اور نہ ہی مستقبل میں صحت ملنے کی کوئی امید ہو تو ایسے شخص کو ہر روزے کے بدلے میں پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت بطورِ فدیہ دینی ہوگی، لیکن اگر فدیہ ادا کرنے کے بعد صحت یاب ہوگیا تو دوبارہ روزے قضا کرنا ضروری ہوگا، اور جو رقم فدیے میں دی وہ صدقہ شمار ہوگی، عام بیماری جس میں صحت یابی کی امید ہو اس میں روزے کا فدیہ ادا کرنا درست نہیں ہے، بلکہ صحت یاب ہونے کے بعد ان روزوں کی قضاء کرنا لازم ہے۔ صورتِ مسئولہ میں اگر سائل شرعی عذر کی وجہ سے روزے کے بدلہ فدیہ دینا چاہتا ہے تو سائل رمضان شروع ہونے کے بعد پورے رمضان کے روزوں کا فدیہ ادا کرسکتا ہے، رمضان سے پہلے فدیہ ادا کرنا درست نہیں، اور ہر روزے کے بدلہ پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا، اور یہ فدیہ سائل جس جگہ رہتا ہے وہاں کی قیمت کے اعتبار سے ادا کرے گا۔

**سوال: اس سال نصابِ زکوٰۃ کیا ہے؟**

جواب: زکوٰۃ کے نصاب کی تفصیل یہ ہے:

اگر کسی کے پاس صرف سونا ہو تو ساڑھے سات تولہ سونا، اور صرف چاندی ہو تو ساڑھے باون تولہ چاندی، یا دونوں میں سے کسی ایک کی مالیت کے برابر نقدی یا سامانِ تجارت ہو، یا یہ سب ملا کر یا ان میں سے بعض ملا کر مجموعی مالیت چاندی کے نصاب کے برابر بنتی ہو تو ایسے شخص پر سال پورا ہونے پر قابل زکوٰۃ مال کی ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔

واضح ہو کہ زکوٰۃ کا مدار صرف ساڑھے سات تولہ سونے پر اس وقت ہے کہ جب کسی اور جنس میں سے کچھ پاس نہ ہو، لیکن اگر سونے کے ساتھ ساتھ ضرورت سے زائد کچھ نقدی یا چاندی یا مالِ تجارت بھی ہے تو پھر زکوٰۃ کی فرضیت کا مدار ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت پر ہوگا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے دن چاندی کی بازار میں جو قیمت ہو اس کے حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت معلوم کرلی جائے یہی زکوٰۃ کا نصاب ہے۔ حکومت پاکستان نے اس سال 2026 میں زکواۃ کا نصاب 503529 روپے مقرر کیا تھا۔ فقط واللہ اعلم

سونے چاندی کا نصاب اور مقدارِ زکوٰۃ

**سوال: سونے چاندی کی کتنی مقدار میں کتنی زکوٰۃ لازم**

ہے؟ اور کیا اس کے بدلے پیسہ دینا درست ہے؟

جواب: جس آدمی کے پاس صرف سونا ہو، اس کے علاوہ کوئی مال زکوٰۃ (نقدی، چاندی، مالِ تجارت) نہ ہو، اس کے لیے زکوٰۃ کا نصاب سونے کے اعتبار سے ہوگا، یعنی اگر ساڑھے سات تولہ یا اس سے زیادہ سونا ہو تو سال گزرنے پر مجموعی سونے کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ میں دے گا۔ البتہ سونے کے بجائے وہ نقد رقم کی صورت میں بھی زکوٰۃ دے سکتا ہے، اس کی ایک صورت یہ ہے کہ جس دن زکوٰۃ نکالنی ہو، اس دن مجموعی سونے کی قیمتِ فروخت معلوم کر کے اسے چالیس سے تقسیم کر دیں، حاصل جواب زکوٰۃ کی واجب مقدار ہوگی۔ اور جس کے پاس صرف چاندی ہو اور کوئی مال نہ ہو اس کے لیے زکوٰۃ نصاب چاندی کے اعتبار سے ہوگا، یعنی اگر ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ چاندی ہوگی تو سال پورا ہونے پر وہ مجموعی چاندی کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ دے گا۔ تاہم چاندی کے بجائے اس مقدار کی چاندی کی قیمت بھی زکوٰۃ میں دے سکتا ہے۔ اور جس کے پاس سونا / چاندی دونوں ہوں یا سونا / چاندی کے ساتھ نقدی یا مالِ تجارت بھی ہو یا صرف نقدی ہو یا صرف سامانِ تجارت ہو یا اس کے پاس مذکورہ چاروں اموال (سونا، چاندی، نقدی اور مالِ تجارت) موجود ہوں تو ایسے شخص کے لیے زکوٰۃ کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہے، لہٰذا اگر ان (پانچوں) صورتوں میں ان چیزوں کی مجموعی مالیت چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی) کی قیمت کے برابر بنتی ہو؛ تو وہ بھی موجودہ زمانے میں فقراء کا فائدہ دیکھتے ہوئے چاندی کے حساب سے زکوٰۃ نکالے گا۔ نیز ضرورت اور استعمال کے سامان کو زکوٰۃ کے نصاب میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

**سوال: ضرورتِ اصلیہ سے کیا مراد ہے؟**

جواب: مکان گاڑی ضروریات کا سامان مراد ہے۔ زکوٰۃ کی مقدار احادیث میں جو بیان کی گئی ہے وہ چالیسواں حصہ (اڑھائی فی صد) ہے، لہٰذا صاحب نصاب پر اپنے اموال میں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں نکالنا واجب ہے، چنانچہ ترمذی وابوداؤد شریف کی روایت میں ہے: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے گھوڑوں اور لونڈی وغلام کی زکوٰۃ معاف کر دی (یعنی یہ تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں) پس چاندی کی زکوٰۃ دو ہر چالیس درہم پر ایک درہم (لیکن خیال رہے) ایک سو نوے درہم میں زکوٰۃ نہیں ہے، جب دو سو درہم پورے ہوں گے تب زکوٰۃ واجب ہوگی اور زکوٰۃ میں پانچ درہم دینے ہوں گے۔

عام بیماری جس میں صحت یابی کی امید ہو اس میں روزے کا فدیہ ادا کرنا درست نہیں ہے، بلکہ صحت یاب ہونے کے بعد ان روزوں کی قضاء کرنا لازم ہے۔ صورتِ مسئولہ میں اگر سائل شرعی عذر کی وجہ سے روزے کے بدلہ فدیہ دینا چاہتا ہے تو سائل رمضان شروع ہونے کے بعد پورے رمضان کے روزوں کا فدیہ ادا کر سکتا ہے، رمضان سے پہلے فدیہ ادا کرنا درست نہیں

❀❀❀

مفتی صاحب سے آپ اس نمبر اور ای میل پر رابطہ کر سکتے ہیں

03005259116

Taibahfoundation1@gmail.com

## انتقال پُرملال ماہ فروری 2026

قیصر اقبال ساکن بنڈزو پلوامہ (راولپنڈی) میں وفات پا گئے ○ ارشد ایوب بانڈی پورہ کے (والد محترم) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئے ○ طاہر میاں بانڈی پورہ کے (بھائی) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئے ○ جاوید اقبال کپواڑہ کے (والد) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ آمین

قارئین سے گزارش ہے کہ مرحومین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں

# ایک اور عظیم روح پرواز کرگئی

ضیاء چترالی

عرب دنیا کا ایک اور نامور عالم اور فزکس کا ممتاز سائنس دان جنرل سیسی کے زندانوں میں خاموشی سے عالم بالا کی طرف پرواز کرگیا۔ نہ کوئی شور، نہ جنازے کا اعلان، نہ کوئی تعزیتی بیان، نہ علمی حلقوں کی وہ پذیرائی، جس کے وہ مستحق تھے، بس ایک خبر، جو سلاخوں کے پیچھے دم توڑتی ایک روشنی کی داستان سناتی ہے۔ ڈاکٹر جلال عبدالصادق محمد جامعہ اسیوط کے شعبہ طبیعیات کے سربراہ، ایک محقق، ایک معلم، عالمی سطح کے سائنسدان، ایک سنجیدہ مزاج استاد۔ ان کی زندگی کا بڑا حصہ درس و تدریس، تحقیق اور طلبہ کی تربیت میں گزرا۔ طبیعیات جیسے دقیق اور پیچیدہ علم میں انہوں نے برسوں تحقیق کی، مقالات لکھے اور نسلوں کو سائنسی شعور دیا۔ انٹرنیٹ پر ان کا تعارف تلاش کیجیے تو سیاست نہیں، بلکہ سائنسی جرائد میں شائع ہونے والی تحقیق، کانفرنسوں میں پیش کیے گئے مقالے اور یونیورسٹی کی علمی سرگرمیاں سامنے آتی ہیں۔ ان کے تحقیقی مقالوں میں ZnO فلموں (زنک آکسائیڈ) کے آپٹیکل خواص، الیکٹریکل خصوصیات اور تابکاری (گاما رے) کے اثرات جیسے فزکس کے جدید موضوعات شامل ہیں، جو مواد (Materials) اور آپٹیکل فزکس سے متعلق تحقیق کے اہم شعبے ہیں۔ وہ کوئی جارح خطیب نہ تھے، نہ ٹی وی اسکرینوں پر نمودار ہونے والے سیاسی تجزیہ نگار۔ وہ لیبارٹری اور لیکچر ہال کے آدمی تھے۔ کتاب اور قلم کے درمیان جیتے تھے۔ طبیعی قوانین کی باریکیوں میں طلبہ کو کائنات کی حکمت سمجھاتے تھے۔ مگر 2013 کے بعد مصر کی فضا بدل چکی تھی۔ ملک پر صہیونی قوت بندوق کے زور پر قابض ہوچکی تھی۔ ڈاکٹر جلال کو بھی گرفتار کیا گیا۔ ان پر الزام کیا تھا؟ انسان تو کیا کسی بھی ذی روح کو ادنی درجے کا بھی کئی نقصان نہیں پہنچایا، بلکہ نسلوں کی علمی آبیاری کی، لیکن ریاستی بیانیے کے مطابق وہ اخوان المسلمین سے وابستہ تھے۔ بس یہ الزام لگنے کی دیر ہوتی ہے، پھر آپ نوبل انعام یافتہ سائنسدان بھی ہوں، آپ کا خون نہ صرف حلال ہے، بلکہ عرب حکمرانوں کا مرغوب ترین مشروب بھی یہی لہو ہے۔ 24 نومبر 2013ء کو 1975ء سے جامعہ اسیوط میں پڑھانے والے اس بوڑھے پروفیسر کو ناکردہ گناہوں کے سبب سلاخوں کے پیچھے مرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ عمر بڑھتی اور صحت گرتی گئی، مگر رہائی نہ ملی۔ برسوں کی اسیری، بیماری اور تنہائی سے بالآخر 9 فروری کے روز انہیں ہمیشہ کے لیے رہائی مل گئی۔ 71 برس کی عمر میں، ایک ماہر طبیعیات، ایک استاد، ایک محقق، نامور سائنسدان جیل کی دیواروں کے درمیان دنیا سے رخصت ہوگیا۔ یہ سوال تاریخ کے کٹہرے میں کھڑا ہے۔۔۔ کیا ایک عالم کا انجام یہی ہونا چاہیے؟ کیا درسگاہوں میں عمر گزارنے والے اساتذہ کو بڑھاپے میں زندان نصیب ہوں؟ اختلافِ رائے یا تنظیمی وابستگی خواہ وہ جس نوعیت کی ہو کیا اس کا جواب طویل قید اور طبی سہولتوں سے محرومی ہونا چاہیے؟ کہاں ہیں افغان خواتین کے لیے تعلیمی دروازے بند کیے جانے پر ماتم برپا کرنے والے؟ انسانی حقوق کے عالمی ٹھیکیدار سب مر چکے ہیں؟ مولوی تو ٹھہرے بے کار پرزہ، لیکن کیا ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ سائنسدان بھی صرف اسلام پسند ہونے کی وجہ سے جینے کے حق سے محروم ہوجاتا ہے؟ ڈاکٹر جلال عبدالصادق محمد اب اس دنیا میں نہیں رہے، مگر ان کی علمی خدمات، ان کے تحقیقی کام اور ان کے شاگرد ان کی گواہی دیتے رہیں گے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے، ان کی خطاؤں سے درگزر کرے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

ایک اور نامور عالم اور فزکس کا ممتاز سائنس دان جنرل سیسی کے زندانوں میں خاموشی سے عالم بالا کی طرف پرواز کرگیا۔ نہ کوئی شور، نہ جنازے کا اعلان، نہ کوئی تعزیتی بیان، نہ علمی حلقوں کی وہ پذیرائی، جس کے وہ مستحق تھے، بس ایک خبر، جو سلاخوں کے پیچھے دم توڑتی ایک روشنی کی داستان سناتی ہے۔ ڈاکٹر جلال عبدالصادق محمد جامعہ اسیوط کے شعبہ طبیعیات کے سربراہ، ایک محقق، ایک معلم، عالمی سطح کے سائنسدان، ایک سنجیدہ مزاج استاد۔ ان کی زندگی کا بڑا حصہ درس و تدریس، تحقیق اور طلبہ کی تربیت میں گزرا۔ طبیعیات جیسے دقیق اور پیچیدہ علم میں انہوں نے برسوں تحقیق کی، مقالات لکھے اور نسلوں کو سائنسی شعور دیا۔

# مقبوضہ کشمیر کے ضلع کٹھوعہ اور ضلع کشتواڑ میں مجاہدین اور بھارتی کے درمیان خونریز معرکہ آرائیاں

## کمانڈر عثمان بھائی شہید۔۔۔15 بھارتی فوجی اہلکار ہلاک، ایک JCO سمیت 18 فوجی زخمی

**وادی کشمیر میں کئی مقامات پر این آئی اے کے بھارتی فوج کے ہمراہ چھاپے۔۔۔درجنوں عام شہری گرفتار، متعدد جائیدادیں ضبط**

ہمایوں قیصر

16 جنوری 2026۔۔۔مقبوضہ کشمیر کے ضلع جموں میں اکھنور روڈ پر امیدواروں کی ایک بڑی تعداد نے احتجاجی دھرنا دیا جسے منتشر کرنے کیلئے بھارتی پولیس نے وحشیانہ طاقت کا استعمال کیا جس کے نتیجے میں متعدد امیدوار زخمی ہوگئے۔ وادی کشمیر کے ضلع سرینگر، بڈگام، پلوامہ اور دیگر علاقوں میں نماز جمعہ کے بعد اسلامی جمہوریہ ایران کیساتھ اظہار یکجہتی کیلئے پرامن مظاہرے کیے گئے جن میں عوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ شرکاء نے پلے کارڈ اور بینر اٹھا رکھے تھے جن پر ایران اور اس کی قیادت کے حق میں اور امریکہ و اسرائیل کے خلاف نعرے درج تھے۔ اس موقعہ پر عوام نے امریکہ اور اسرائیل کے خلاف فلک شگاف نعرے بھی لگائے۔ بھارتی پولیس اور بدنام زمانہ ایجنسی این آئی اے نے ضلع پونچھ کی تحصیل منڈی میں ایک کشمیری سیاسی کارکن عبدالعزیز کی 10 کنال اور 14 مرلہ اراضی کو ضبط کرلیا ہے۔

17 جنوری 2026۔۔۔مقبوضہ جموں وکشمیر میں این آئی اے کی خصوصی عدالت کی جانب سے دخترانِ ملت کی چیئرپرسن آسیہ اندرابی، فہمیدہ صوفی اور نہیدہ نسرین کو ایک من گھڑت مقدمے میں مجرم قرار دیا گیا ہے۔ بھارتی عدالتوں کا وطیرہ ہی رہا ہے کہ وہ منصفانہ عدالتی تقاضوں کو پورا کئے بغیر اور دفاع کا پورا موقع دیئے بغیر سزائیں سنانے میں مشہور ہیں۔

18 جنوری 2026۔۔۔مقبوضہ کشمیر میں بھارتی حکومت نے نام نہاد ترقی کے نام پر کشمیریوں کے معاشی مفادات کو نظرانداز کرنے کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ضلع پلوامہ اور شوپیان اضلاع میں مقامی آبادی کے کاشتکاروں کی مشاورت کے بغیر ریلوے لائن منصوبے پر کام شروع کیا ہے۔ اس ظلم کے خلاف سیب کے کاشتکاروں نے متنازعہ ریلوے منصوبے کے خلاف ایک بار پھر شدید احتجاج کیا۔ یاد رہے اگر یہ منصوبہ نافذ کیا گیا تو علاقے کے کاشتکاروں کے پانچ لاکھ سے زائد سیب کے درخت تباہ ہو جائیں گے جسے کاشتکاروں کو کھربوں روپے مالیت کا نقصان ہوگا۔ ضلع ادھم پور میں بھارتی پولیس نے ایک خاتون کے خلاف موبائل فون پر ورچوئل پرائیویٹ نیٹ ورک (وی پی این) استعمال کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کرلیا ہے۔

دخترانِ ملت کی چیئرپرسن آسیہ اندرابی، فہمیدہ صوفی اور نہیدہ نسرین کو ایک من گھڑت مقدمے میں مجرم قرار دیا گیا ہے

19 جنوری 2026۔۔۔ضلع کشتواڑ کے چناب ویلی چھاترو علاقے میں مجاہدین نے بھارتی فوج کی پارٹی پر دستی بموں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک حوالدار گجندر سنگھ موقعہ پر ہی ہلاک ہوگیا جبکہ ایک جونیئر کمیشنڈ آفیسر سمیت دیگر آٹھ بھارتی فوجی زخمی ہوگئے ہیں۔ بھارتی فوج کے زیرِ انتظام ولیج ڈیفنس گروپ (وی ڈی جی) کے ایک رکن نے نوشہرہ علاقے میں مشتبہ نقل و حرکت کو جواز بنا کر بلا اشتعال فائرنگ کی جس سے علاقے کے مسلمانوں میں کافی خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ جنوبی کشمیر کے اسلام آباد ضلع میں گورنمنٹ میڈیکل کالج (جی ایم سی) کے جنگلات منڈی علاقے میں ایک نامعلوم خاتون کی لاش برآمد کرلی گئی ہے۔

20 جنوری 2026۔۔۔مقبوضہ کشمیر میں بھارتی قابض فوج نے کالے قانون کے تحت سرینگر اور بڈگام کے علاقے میں حیات احمد بٹ، غلام قادر میر اور ان کے بیٹے عبدالقدیر میر، زبیر احمد بنگرو، بلال احمد بنگرو اور سجاد احمد بنگرو سمیت ایک درجن سے زائد کشمیری نوجوانوں کو گرفتار کرلیا ہے۔

22 جنوری 2026۔۔۔ضلع ڈوڈہ کے بھدرواہ چمبا روڈ پر کھنی ٹاپ کے مقام پر ایک فوجی آپریشن کے دوران بھارتی فوج کی ایک بلٹ پروف گاڑی دوسو فٹ گہری کھائی میں جاگری جس کے نتیجے میں 17 بھارتی فوجی اہلکار ہلاک جبکہ دیگر دس اہلکار زخمی ہوگئے۔ مقبوضہ کشمیر کے گرمائی دارالخلافہ سرینگر کے پانتھا چوک میں واقع بھارتی فوجی کیمپ میں ایک بھارتی فوجی اہلکار جاکشن دل کا دورہ پڑنے کے دوران ہلاک ہوگیا ہے۔ جموں کے خطے کی کوٹ بھلوال جیل میں قید 38 سالہ محمد رفیق عمر ساکن سیالکوٹ ناقص خوراک، علاج اور ادویات کی محرومی کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ یاد رہے محمد رفیق کو چند برس قبل بھارتی فوج نے ورکنگ باؤنڈری کے قریب سے گرفتار کیا گیا تھا۔ ضلع کشتواڑ کی تحصیل چھاترو کے علاقے سنگھ پورہ میں

مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان خونریز جھڑپ کے دوران بھارتی فوج کے دو اہلکار ہلاک جبکہ دیگر متعدد اہلکار زخمی ہوگئے۔اس واقعہ کے بعد بھارتی فوج نے علاقے سون نار اور چھترو علاقوں ساماں کٹھوعہ، ادھم پور، جموں شہر کے مضافات میں واقع علاقوں بھٹنڈی اور راجیو نگر اور ریاسی اضلاع میں محاصرے کے دوران عام شہریوں کی جامہ تلاشیاں لیں اور پکڑ دھکڑ کا سلسلہ تیز کر دیا جس سے ان علاقوں میں کافی دہشت اور خوف وہراس پھیل گیا۔

23 جنوری 2026۔۔۔ضلع کٹھوعہ کے علاقے بلاور مجاہدین اور بھارتی فوج کے مابین ایک جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں مجاہد کمانڈر عثمان بھائی نے دلیری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کرلیا۔

25 جنوری 2026ء۔۔۔بھارتی فوج نے یوم جمہوریہ کے تقریبات کی حفاظت کی آڑ میں مقبوضہ علاقے کے مختلف علاقوں میں چھاپوں کے دوراں خواتین اور بچوں سمیت مکینوں کو سخت ہراساں کیا اور قیمتی گھریلو اشیاء کی توڑ پھوڑ کی۔جبکہ بھارتی فوج نے چھاپوں کے دوران مختلف اضلاع سے سینکڑوں افراد کو پوچھ گچھ کیلئے حراست میں لیا ہے۔

26 جنوری 2026۔۔۔ضلع کپواڑہ کے ٹنگڈار علاقے میں بھارتی فوج کا ایک اہلکار رجیتو بہرا ڈیوٹی کے دوران دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہوگیا۔ضلع کشتواڑ کے علاقے چترو میں مجاہدین نے ایک کارروائی کے دوران بھارتی فوج کی ایک ٹولی پر گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں متعدد فوجی اہلکار ہلاک وزخمی ہوگئے۔ضلع راجوری میں لائن آف کنٹرول کے قریب بارودی سرنگ کے دھماکے میں ایک بھارتی فوج کا ایک اہلکار شدید زخمی ہوگیا ہے۔ضلع سامبا کے رام گڑھ کے علاقے ماجرا میں ایک فرضی جھڑپ کے دوران بھارتی فوج نے ظالمانہ کارروائی کر کے ایک عام شہری کو گولیوں کا نشانہ بناتے ہوئے شہید کر دیا۔اس واقعے کے بعد علاقے میں شدید خوف و ہراس پھیل گیا۔بھارتی سرکار نے قتل کو جواز فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ مارا جانے والا شخص دراندازتھا، تاہم مقامی لوگوں نے بھارتی دعووں کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ شہید ہونے والا نوجوان ایک عام شہری تھا۔

28 جنوری 2026۔۔۔مقبوضہ کشمیر کے سرینگر علاقے میں بھارتی فوج کا ایک اہلکار حوالدار ہری ناتھ رام سی آر پی ایف ہیڈ کوارٹر میں پُراسرار طور پر مردہ پایا گیا ہے۔

29 جنوری 2026۔۔۔بھارتی ریاست اتراکھنڈ میں ہندوتوا غنڈوں نے ایک 16 برس کے کشمیری محنت کش شال فروش تابش احمد اور دانش احمد کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا جسکے نتیجے میں دونوں شدید لہولہان ہوگئے۔یاد رہے کہ اتراکھنڈ، اتر پردیش، ہماچل پردیش ہریانہ سمیت بھارتی ریاستوں میں کشمیری طلباء، تاجروں وغیرہ کو ہندو انتہا پسندوں کی طرف سے بڑے پیمانے پر نشانہ بنائے جانے کی کارروائیوں کا سامنا ہے۔واقعے کے خلاف مقامی مسلمانوں نے وکاس نگر پولیس اسٹیشن کے باہر احتجاج کیا اور مطالبہ کیا واقعہ میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی کی جائے۔

30 جنوری 2026۔۔۔بھارتی پولیس نے آزادی پسند تنظیم اتحاد المسلمین کے کارکنوں مجتبیٰ حسین وانی اور سید مظفر رضوی کے گھروں پر ضلع بارہمولہ کے علاقوں میر گنڈ اور گنڈ خواجہ قاسم میں چھاپے مارے اور تلاشی لی۔پولیس اہلکاروں نے چھاپوں کے دوران مکینوں کو ہراساں کیا، گھریلو اشیاء کی توڑ پھوڑ کی اور موبائل فون، لیپ ٹاپ اور اہم دستاویزات ضبط کرلیں۔

31 جنوری 2026۔۔۔ضلع کشتواڑ کے علاقے ڈولگام میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک خونی معرکہ پیش آیا جس کے نتیجے میں 9 بھارتی فوجی اہلکار ہلاک جبکہ دیگر 14 فوجی زخمی ہوئے۔فوجی آپریشن کے دوران مقامی لوگوں کو درپیش مشکلات کے بارے میں سوشل میڈیا پر معلومات شیئر کرنے سے روکنے کے لیے حکام نے علاقے میں موبائل انٹرنیٹ سروسز کو بھی معطل کر رکھا ہے۔بھارتی فوج نے مجاہدین کو گھیرنے اور نشانہ بنانے کے لیے جنگی ہیلی کاپٹروں، جدید ترین ڈرونز اور جدید ٹیکنالوجی کا بھرپور استعمال کیا، لیکن تمام تر وسائل کے باوجود مجاہدین ایک بار پھر دشمن کا محاصرہ توڑ کر بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

1 فروری 2026۔۔۔ضلع کشتواڑ کی تحصیل مڑواہ میں حزب المجاہدین سے وابستہ کمانڈر ریاض احمد جو گذشتہ سترہ برس سے بھارتی فوج کے خلاف برسرپیکار رہے کی والدہ محترمہ جانہ بیگم داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔یاد رہے بھارتی فوج نے ان کے خاندان کو مسلسل کئی برسوں سے انتقامی کارروائی کا نشانہ بنایا۔کمانڈر ریاض احمد کے بھائی اور اس کے خاندان کے دوسرے افراد کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا جہاں وہ گذشتہ چھ برسوں سے جرم بے گناہی کی سزا کاٹ رہے ہیں۔بھارتی فوج نے کمانڈر کی والدہ سمیت گھر کے دیگر افراد کو بار بار ہراساں کیا، انہیں بھارتی فوجی کیمپ میں پیشی کے لئے بلایا جاتا رہا اور دھمکیاں دی جاتی تھی جس سے وہ ہمیشہ ایک انتشار والی کیفیت کی زندگی گزارنے

ضلع کشتواڑ کے علاقے ڈولگام میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک خونی معرکہ پیش آیا جس کے نتیجے میں 9 بھارتی فوجی اہلکار ہلاک جبکہ دیگر 14 فوجی زخمی ہوئے۔فوجی آپریشن کے دوران مقامی لوگوں کو درپیش مشکلات کے بارے میں سوشل میڈیا پر معلومات شیئر کرنے سے روکنے کے لیے حکام نے علاقے میں موبائل انٹرنیٹ سروسز کو بھی معطل کر رکھا ہے۔بھارتی فوج نے مجاہدین کو گھیرنے اور نشانہ بنانے کے لیے جنگی ہیلی کاپٹروں، جدید ترین ڈرونز اور جدید ٹیکنالوجی کا بھرپور استعمال کیا، لیکن تمام تر وسائل کے باوجود مجاہدین ایک بار پھر دشمن کا محاصرہ توڑ کر بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

پر مجبور ہو رہی تھی اور انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے بیٹے سے سرینڈر کی اپیل کریں۔ بدنام زمانہ تحقیقاتی ادارے این آئی اے کی خصوصی عدالت نے جموں میں سوف شالی کو کرناگ کے رہائشی جان محمد تیلی کی ضمانت کی درخواست مسترد کر دی جو اس وقت بھارت کی آگرہ جیل میں بند ہے۔۔ یاد رہے جان محمد تیلی کو 10 فروری 2021 کو گرفتار کیا گیا تھا جس پر الزام ہے کہ وہ ہدایت اللہ ملک کا قریبی ساتھی ہے، اس نے اسے کرائے کے کمرے میں پناہ دی جو جموں وکشمیر میں مسلح سرگرمیوں میں ملوث ہے۔

2 فروری 2026۔۔۔ بھارتی پولیس نے راجستھان کے ضلع کوٹہ کے بھیم گنج منڈی کے علاقے میں مدرسوں کے لیے چندہ جمع کرنے کے الزام پر ضلع پونچھ سے تعلق رکھنے والے تین کشمیریوں کو گرفتار کیا ہے۔ ضلع کشتواڑ کے چھاترو علاقے میں ایک سرچ آپریشن کے دوران بھارتی فوج نے دو بے گناہ شہریوں کو گرفتار کرلیا۔ تینوں ایک مقامی گیسٹ ہاوس میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

3 فروری 2026۔۔۔ حزب المجاہدین سے وابستہ دیرینہ مجاہد قیصر اقبال المعروف محمد اقبال راولپنڈی میں کینسر کے باعث انتقال کر گئے۔ مرحوم کا تعلق مقبوضہ جموں وکشمیر کے ضلع پلوامہ کے علاقے بنڈزو سے تھا۔ قیصر اقبال نے اکتوبر 1990ء میں مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے آزاد کشمیر آ گئے تھے۔ ان کے سوگواران میں ان کی بیوہ، تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

4 فروری 2026۔۔۔ ضلع اُودھم پور کی تحصیل بسنت گڑھ کے علاقہ مجالتہ میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک خونریز معرکہ پیش آیا جس کے نتیجے میں دو مجاہدین ابو معاویہ اور محمد الیاس نے جوانمردی سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کرلیا۔ ضلع رام بن میں سڑک حادثے میں ایک بھارتی فوجی سہان سنگھ ہلاک ہوگیا۔

5 فروری 2026۔۔۔ ضلع بارہمولہ کے سوپور قصبے میں ایک بھارتی فوجی اہلکار جتندر سنگھ جو ایک پوسٹ پر تعینات تھا ڈیوٹی کے دوران پرسرار طور پر ہلاک ہوگیا ہے۔

8 فروری 2026۔۔۔ ضلع پونچھ میں لائن آف کنٹرول کے قریب بارودی سرنگ کے دھماکے میں ایک مقامی پورٹر ذوالفقار احمد ساکن سلوتری پٹیا شدید زخمی ہو گیا۔ عینی شاہدین کا کہنا ہے ذوالفقار احمد کو بھارتی فوج نے جبری طور پر کام کرنے پر مجبور کیا۔ ذرائع کے مطابق ذوالفقار احمد ایک بارودی سرنگ زدہ علاقے میں قدم رکھ بیٹھا جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوگیا۔ ضلع بڈگام کے علاقے ہمہامہ میں بھارتی انتظامیہ نے کالے قانون کے تحت ایک کشمیری عرفان احمد ڈار کا دومنزلہ مکان ضبط کرلیا ہے۔

9 فروری 2026۔۔۔ ضلع کشتواڑ کی تحصیل چاتھرو کے علاقے دچھڑ میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان ایک جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں مجاہد عادل احمد نے داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

11 فروری 2026۔۔۔ ضلع کٹھوعہ کے ہیرانگر علاقے میں ایک بھارتی فوجی اہلکار پربھو ناتھ پُراسرار طور پر ڈیوٹی کے دوران مردہ حالت میں پایا گیا۔ جبکہ ایک اور واقعہ میں ضلع ریاسی کے علاقے چسانہ میں ایک ہیڈ کانسٹیبل محمد فاروق کو بھی اپنے کرائے کے کمرے میں مردہ حالت میں پایا گیا۔ ضلع پونچھ کے علاقے بڑ نالہ میں ایک 16 سالہ لڑکا غلطی سے بارودی سرنگ پر قدم پڑنے سے ہونے والے دھماکے کے نتیجے میں زخمی ہوگیا۔ جبکہ ایک اور واقعہ میں ضلع بارہمولہ کے علاقے گلمرگ میں ایک فوجی بیرک میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں بھارتی فوج کا ایک جونیئر کمیشنڈ آفیسر شدید زخمی ہوگیا۔

13 فروری 2026۔۔۔ ضلع راجوری کے علاقے نوشہرہ میں کنٹرول لائن کے قریب دوران ڈیوٹی ایک افسر سب انسپکٹر راج کمار نے اپنی سروس رائفل سے خود کو گولی چلا کر خودکشی کرلی۔

14 فروری 2026۔۔۔ بھارتی قابض فوج نے بدنام زمانہ ایجنسی این آئی اے کے ہمراہ ایک کارروائی کے دوران ضلع شوپیان کے علاقے میمندر میں سرتاج احمد گنائی کا ایک منزلہ مکان ضبط کرلیا۔ بدنام زمانہ بھارتی تحقیقاتی ادارے نیشنل انویسٹی گیشن ایجنسی (این آئی اے) کی ایک خصوصی عدالت نے دو کشمیریوں کو ایک جھوٹے مقدمے میں ضلع کپواڑہ کے رہائشیوں ظہور احمد پیر اور نذیر احمد پیر جنہیں ستمبر 2017 میں گرفتار کیا گیا تھا کو 15 سال قید کی سزا سنائی ہے۔ این آئی اے نے دعویٰ کیا ہے کہ دونوں گرفتار شدگان مجاہدین کو راشن اور پناہ گاہیں مہیا کرنے میں ملوث ہیں۔ ضلع راجوری کے منجکوٹ علاقے میں ایک بھارتی فوجی اہلکار ارشدیپ سنگھ اپنی سروس رائفل سمیت پُراسرار طور پر فرار ہوگیا۔

15 فروری 2026۔۔۔ بھارتی پولیس نے معروف آزادی پسند کشمیری رہنما محمد مقبول بٹ شہید کے چھوٹے بھائی ظہور احمد بٹ جو لبریشن فرنٹ کے سینئر راہنما بھی ہیں کو عدالتی حکم پر رہائی کے فوراً بعد دوبارہ کالے قانون پبلک سیفٹی ایکٹ (پی ایس اے) کے تحت گرفتار کرلیا۔ یاد رہے ظہور احمد 2018 سے زیر حراست ہیں اور بھارتی ریاست ہریانہ اور راجستھان سمیت مختلف جیلوں میں قید و بند کی زندگی گزار رہے ہیں۔